

معراج المؤمنین

تالیف

مولانا محمد عمران معراج نافع القادری

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب

معراج المؤمنین

تالیف

مولانا محمد عمران معراج نافع القادری

سن اشاعت

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ - مئی ۲۰۰۸ء

تعداد اشاعت

۲۷۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری نیہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
48	ساتواں ذریعہ	4	پیش لفظ
49	آٹھواں ذریعہ	5	معراج المؤمنین
51	نواں ذریعہ	7	نماز کی ظاہری و باطنی شرائط
53	دسواں ذریعہ	8	تکسوع و خضوع کی تعریف
53	گیارہواں ذریعہ	10	تکسوع و خضوع کی اہمیت
58	بارہواں ذریعہ	23	تکسوع و خضوع کی فضیلت
59	تیرہواں ذریعہ	27	ہمارے اسلاف کی کیفیات تکسوع و خضوع
63	چودھواں ذریعہ	34	تکسوع و خضوع کی اقسام
65	پندرہواں ذریعہ	35	عوام کا تکسوع و خضوع
66	سولہواں ذریعہ	38	نماز میں تکسوع و خضوع پیدا کرنے کے ذرائع
69	سترہواں ذریعہ	38	پہلا ذریعہ
71	اٹھارہواں ذریعہ	39	دوسرا ذریعہ
74	انیسواں ذریعہ	40	تیسرا ذریعہ
75	بیسواں ذریعہ	40	چوتھا ذریعہ
76	اکیسواں ذریعہ	42	پانچواں ذریعہ
77	بائیسواں ذریعہ	45	چھٹا ذریعہ

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نماز کے موضوع پر ہر زبان میں بہت کچھ لکھا گیا ہے جن میں سے اکثر مسائل نماز اور اذکار نماز وغیرہما ظاہری اعمال و اقوال پر مشتمل ہے، لیکن نماز میں خشوع و خضوع وغیرہما کے باطنی امور کے ذکر پر مشتمل تالیفات کم یاب نہیں۔ اس موضوع پر قلم اٹھانے اور اس عنوان پر مختلف کتب میں تحریر شدہ مواد کو یکجا کرنے اور اسے آسان و سہل الفاظ کا جامہ پہنانے اور اسے عوام الناس تک پہنچانے کی ضرورت تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا عمران معراج مافع القادری صاحب کو توفیق عطا فرمائی کہ ان کے دل میں اس موضوع پر آیات، احادیث، ارشادات صحابہ و تابعین، اقوال ائمہ مجتہدین و علماء دین جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اس طرح یہ کام آسان ہوا۔

یہ رسالہ اگرچہ اس سے قبل طبع ہو چکا ہے مگر مؤلف موصوف نے اس اشاعت میں اس میں کافی اضافہ کیا اور اسے نئے سرے سے ترتیب دیا اور جمعیت اشاعت اہلسنت کی کمیٹی شعبہ نشر و اشاعت نے اسے اپنے سلسلہ اشاعت میں شائع کرنے کی اجازت دی، اس کی چند وجوہات ہیں ایک تو یہ ضروری اور اہم موضوع تھا اور اس پر شائع شدہ کتب و رسائل بہت کم ہیں دوسری یہ کہ موصوف ہمارے شعبہ درس نظامی کے رات کے مدرسہ میں بحیثیت استاد کے فرائض انجام دیتے ہیں اور پھر دارالافتاء سے تخصص کے سلسلہ میں بھی وابستہ ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے موصوف کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس رسالہ کو عوام و خواص کے لئے مافع بنائے۔ آمین

محمد عطاء اللہ نعیمی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت)

بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام عليك يا نور الهدى

معراج المؤمنین

اللہ عزوجل نے قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (1)

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ نماز بے حیائی اور بُرائی سے رُکنے کا سبب بنتی ہے۔ لیکن! کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ نماز پڑھنے کے باوجود، اللہ ﷻ رسول ﷺ کے احکامات سے رُوگردانی کرنے سے باز نہیں آتے؟ حرام و گناہ اور ممنوعات شرعیہ سے نہیں بچ پاتے؟ ماں باپ کی بے ادبی و نافرمانی بھی کرتے ہیں؟ گالی گلوچ، بغیبت، چغلی، فحش کوئی، دل آزاری، لوگوں کی حق تلفی، سودا اور رشوت کے لین دین وغیرہ وغیرہ گناہوں میں بھی ملوث رہتے ہیں؟ نیز ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور انٹرنیٹ وغیرہ کا غلط استعمال کرتے ہوئے شب و روز بے ہودہ فلموں، ڈراموں کے دیکھنے اور فحش و لچر گانوں کے سننے سے، اپنی آنکھوں اور کانوں کو حرام سے بھر کر کے عذابِ جہنم کے مستحق بنتے رہتے ہیں۔؟۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

شرم نبی، خوفِ خدا یہ بھی نہیں، وہ بھی نہیں (2)

ہم نماز پڑھنے کے باوجود برائیوں سے باز کیوں نہیں آتے؟ معاذ اللہ کیا قرآن مجید کی ذکر کردہ آیت مبارکہ سچ نہیں ہے۔؟۔؟ نہیں نہیں!! قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت پاک بالکل حق اور سچ ہے کہ

1۔ عنکبوت: 45/29

2۔ حدائق بخشش

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا﴾ (3)

ترجمہ: اور کون ہے جس کی بات اللہ سے زیادہ سچی ہے؟۔

حقیقت تو یہ ہے کہ غلطیاں تو ہمارے اندر ہیں، کہ ہم نماز کو صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتے، اور نہ ہی اس کی ظاہری و باطنی شرائط کا خیال رکھتے ہیں، وگرنہ ظاہری و باطنی شرائط کے ساتھ ادا کی گئی نماز؛ اپنے پڑھنے والے کو گناہوں سے ضرور بچاتی ہے۔

جیسا کہ صدرُالافاضل، خلیفہ اعلیٰ حضرت، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1367ھ اپنی شہرہ آفاق تفسیر ”خزائن العرفان“ میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں حضرت سید مانسؒ سے روایت کرتے نقل ہیں کہ:

ایک انصاری جوان، سید عالمؒ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا، اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا کرتا تھا، حضورؐ سے اس کی شکایت کی گئی، فرمایا: ”اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی“۔ چنانچہ بہت ہی قریب زمانے میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر ہو گیا۔ (4)

جس طرح دواؤں کی مختلف تاثیرات ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ فلاں دوا فلاں بیماری کو روکتی ہے، اور دوا قنٹا ایسا ہوتا بھی ہے، لیکن کب!؟ جب دو باتوں کا التزام کیا جائے: ایک دوائی کا پابندی کے ساتھ اس طریقے اور شرائط کے ساتھ استعمال کیا جائے، جو اپنے فن میں ماہر حکیم یا ڈاکٹر بتائے۔

دوسرا پرہیز، یعنی ایسی چیزوں سے اجتناب کیا جائے، جو اس دوا کے اثرات کو زائل کرنے والی ہوں۔

اسی طرح نماز کے اندر بھی اللہ عزوجل نے یقیناً ایسی روحانی تاثیر رکھی ہے، کہ یہ

3۔ النساء: 122/4

4۔ تفسیر خزائن العرفان: حصہ 521، قلوب اللہ کمپنی، لاہور، N.103

انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے؛ لیکن اسی وقت، جب نماز کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق اُن آداب و شرائط کے ساتھ پڑھا جائے، جو اس کی قبولیت کے لئے ضروری ہیں۔

جبکہ ہماری نمازیں ظاہری و باطنی شرائط سے خالی ہوتی ہیں، اسی لئے اس کے وہ اثرات بھی ہماری طرز زندگی میں رد نہ نہیں ہو پا رہے، جو قرآن مجید میں بتائے گئے ہیں۔

چنانچہ نماز کے فیوض و برکات کو کما حقہ حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم نماز کی ظاہری و باطنی شرائط کا علم حاصل کریں، اور ان پر عمل کریں، تاکہ ہمارا طرز زندگی آیت قرآنی

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (5)

کی عملی تفسیر بن جائے۔

نماز کی ظاہری و باطنی شرائط

نماز کی ظاہری شرائط کا مطلب یہ ہے کہ ”نماز کی شرائط، فرائض، واجبات اور سنن و مستحبات کی ادائیگی کا خیال کرتے ہوئے نماز میں ممنوعہ اور ناپسندیدہ اعمال و افعال یعنی حرام و مکروہ تحریمی و تنزیہی وغیرہ سے بچا جائے۔ لیکن ان تمام امور سے متعلق احکام اور ان کی تفصیل کی یہ مختصر تحریر متحمل نہیں ہو سکتی، اس کیلئے صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1367ھ کی مشہور زمانہ تصنیف لطیف ”بہار شریعت“ کی پہلی جلد میں سے حصہ دوم، سوم اور چہارم کا مطالعہ فرمائیں یا حضرت مولانا عبد الستار ہمدانی مدظلہ العالی کی تالیف کردہ کتاب ”مومن کی نماز“ ملاحظہ فرمائیں۔ نیز اس سلسلے میں راقم الحروف کی جامع و منفرد اور مفید ترین تحریر ”الْمَسَائِلُ النَّافِعَةُ فِي الصَّلَاةِ الْكَامِلَةِ“ المعروف ”نماز کامل“ کا مطالعہ بھی بہت مافع رہے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔

نماز کی باطنی شرائط میں علمائے کرام نے اخلاص، طہارتِ قلب، رزقِ حلال اور خشوع و خضوع کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ ہم اس تحریر میں ان میں سے فقط مؤخر الذکر پر قدرے

تفصیلی روشنی ڈالیں گے، کہ یہ تحریر بالخصوص اسی سے متعلق ہے۔ اوّل الذکر تینوں خصوصیات کا تفصیلی بیان ملاحظہ کرنے کیلئے حجۃ الاسلام، امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی متوفی 505ھ کی تصانیف ”احیاء العلوم“ اور ”کیمیائے سعادت“ ملاحظہ فرمائیں۔

خشوع و خضوع کی تعریف

علمائے کرام فرماتے ہیں:

”خشوع“ بدن میں عاجزی اور ”خضوع“ دل میں گزر گزائے کا نام ہے۔

جبکہ حضرت علامہ سید علی بن محمد بن علی شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 816ھ کا قول ہے:

الْخُشُوعُ وَالْخُضُوعُ وَالتَّوَاضُّعُ بِمَعْنَى وَاحِدٍ

یعنی خشوع و خضوع اور تواضع ایک ہی معنی میں ہیں۔

اور اہل حقیقت کی اصطلاح میں ”خشوع“ حق کیلئے جھک جانے کا نام ہے، نیز ”خاشع“ وہ شخص کہلائے گا جو اپنے دل اور جوارح (جسمانی اعضاء) کے ساتھ اللہ عزوجل کیلئے تواضع اختیار کرے۔ (6)

حضرت علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہر بمر تقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1205ھ فرماتے ہیں:

خشوع ایک ایسی معنوی کیفیت ہے جو نفس کے ساتھ قائم ہوتی ہے، اور یہ اس تصور کو کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے احوال پر مطلع ہے، ذہن میں حاضر رکھنے سے پیدا ہوتی ہے، پھر اس سے اطراف یعنی انسانی اعضاء میں ایک ایسا سکون پیدا ہوتا ہے، جو مقصود عبادت کے ملائم ہوتا ہے۔ (7)

6- المعرفات: ص 85، دارالکتاب العربی، بیروت 1423ھ۔ 2002م

7- اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 269، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثالثة،

حضرت علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہیر بمرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

”خشوع کیا ہے...؟ اس میں ان کا اختلاف ہے، سلف میں سے ایک جماعت نے کہا کہ: نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں سکون اختیار کیا جائے۔

اور امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح السنہ“ میں فرمایا ہے کہ: خشوع منضوع سے قریب ہے لیکن فرق یہ ہے کہ منضوع بدن میں اور خشوع اس کے منہ، آنکھ اور آواز میں ہوتا ہے۔ اور ایک صاحب نے کہا:

خشوع حق کے لیے جھک جانے کا نام ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ: وہ قلب میں دائمی خوف کا نام ہے۔

ابو البقاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وہ کسر نفسی، خود کو حقیر جاننا اور قلب و اعضاء کے ساتھ اللہ عزوجل کے لیے تواضع کرنے کا نام ہے۔

پس اس معاملے میں ان کی عبارات مختلف ہیں۔ اور اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ یہ اعمال قلب میں سے ہے یا اعمال جوارح میں سے...؟ اور ایک سے زیادہ ائمہ نے اس بات پر جزم کیا ہے کہ یہ اعمال قلب میں سے ہے۔ چنانچہ ”شرح مہذب“ میں ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ”خشوع دل میں ہوتا ہے“۔ پس جب یہ قول اسی طرح ہو تو خشوع کا معنی اس شخص کا بارگاہ الہی میں خشیت کے ساتھ حاضر ہونا ہے، چنانچہ یہ حضور قلب کے مترادف ہو جائے گا۔“ (8)

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

لفظ ”خشوع“ کی تفسیر و وضاحت میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ چنانچہ بعض نے اسے قلبی احوال میں شمار کیا ہے، جیسے خوف اور گھبراہٹ۔ اور بعض نے اسے ظاہری اعضاء کے افعال میں سے مانا ہے، جیسے اعضاء کا پرسکون ہونا اور دائیں بائیں توجہ کرنے کو ترک کرنا۔ جبکہ دیگر علماء نے اسے قلبی احوال و ظاہری اعضاء کے افعال، دونوں کا جامع قرار دیا ہے، اور یہی زیادہ اولیٰ ہے۔ (9)

خشوع و منضوع کی اہمیت

امام فخر الدین رازی شافعی فرماتے ہیں:

”اگر کہا جائے کہ کیا آپ اس (خشوع و منضوع) کے، نماز میں واجب (10) ہونے

9۔ تفسیر کبیر، ج 8، ص 259، دار احیاء التراث العربی، بیروت

10۔ اگرچہ امام فخر الدین رازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں واجب کو مطلق طور پر ذکر کیا ہے، لیکن یہاں اس سے مراد وہ شرعی واجب نہیں ہے جس کے رہ جانے سے نماز کا اعادہ یا سجدہ سہوا واجب ہو، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کی گمراہی برکتیں حاصل کرنے کے لیے نماز میں خشوع و منضوع لازمی و ضروری ہے۔

حضرت علامہ سید محمد بن محمد حسینی زبیدی الشہیر بمرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

خشوع کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، اکثر علماء نے اسے نماز کی تسلسل میں شمار کیا ہے اور اسی راستے پر امام رافعی، امام نووی اور اکثر اصحاب چلے ہیں۔ اور عارفین میں سے ابو طالب کی علیہم الرحمہ وغیرہم نے اسے نماز میں شرط ٹھہرایا ہے اور مصنف (یعنی امام غزالی) نے اسی پر ان لوگوں کی موافقت اختیار کی ہے، جیسا کہ اس کتاب (احیاء العلوم) کے سیاق میں اس کی صراحت کی ہے اور اس قدر مانہوں نے کتاب و سنت سے سمجھا ہے، چنانچہ انہوں نے نماز میں اسے شرط ٹھہرائے جانے کو ترجیح دی ہے۔

لیکن فقہاء کا ذکر کردہ رائج قول یہی ہے کہ فقہی اعتبار سے خشوع و منضوع نماز میں سنت ہے۔

کے قائل ہیں؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ بے شک ہمارے نزدیک یہ واجب ہے، اور ہمارے اس موقف پر مندرجہ ذیل چند امور دلالت کرتے ہیں:

۱۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿أَفَلَا يَنْدُبُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفًا لَّهَا﴾ (11)

ترجمہ: تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا بعض دلوں پر ان کے نالے پڑے ہیں۔

اور نند بر یعنی غور و فکر، معنی پر واقف ہوئے (جانے) بغیر، متصور نہیں ہو سکتا۔

اور ایسے ہی اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے:

﴿وَرَبِّ الْقُرْآنِ تَرْتِيلًا﴾ (12)

ترجمہ: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

اس آیت کا معنی بھی یہ ہے کہ قرآن کے عجائب و معانی پر واقفیت حاصل کرو۔

۲۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں۔ خشوع اجزائے نماز کے لیے شرط نہیں ہے۔ ہاں! قبول

صلاة کے لیے شرط ہے۔ (تفسیر روح المعانی، الجزء (18)، سورة المؤمنون،

ص 282، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م)

ڈاکٹر وہب زحلی لکھتے ہیں: شوافع کے مذہب کے مطابق نماز میں خشوع و خضوع سنت ہے۔

(الفقه الاسلامی وادلتہ، ج 2، ص 932، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ)۔ مزید اپنی

تفسیر میں فرماتے ہیں: جمہور علماء کے نزدیک نماز میں خشوع و خضوع شرط نہیں بلکہ سنت ہے۔

(التفسیر المنیر، المجلد (18)، سورة المؤمنون، ص 320، دار الفکر، بیروت) اسی

طرح احناف کے نزدیک بھی خشوع و خضوع مستحبات نماز میں سے ہے، جیسا کہ تقاوی

عائگیری میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ (ج 1، ص 80، قادیانی کتب خانہ کراچی)

11۔ محمد: 24/47

12۔ المزمل: 4/73

﴿وَاقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (13)

ترجمہ: اور میری یاد کیلئے نماز قائم رکھ۔

آیت میں امر (حکم) کا ظاہر و جوہر کے لئے ہے، اور غفلت یا دکی ضد ہے۔ پس جو شخص اپنی پوری نماز میں غفلت کا شکار رہا، وہ نماز کو اللہ عزوجل کی یاد کے لیے قائم کرنے والا کیسے ہوگا؟؟۔

۳۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (14)

ترجمہ: اور غافلوں میں سے نہ ہو جانا۔

اور غبی کا ظاہر تحریم کے لیے ہے۔

۴۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ

تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ (15)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، جب

تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

اللہ عزوجل کا یہ فرمان ﴿حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کرنے کی وجہ بیان کرنے کے طور پر ہے؛ اور یہ امور دنیا کی سوچوں کے نشہ میں مستغرق غافل کو بھی شامل ہے۔

۵۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

13۔ طہ: 14/20

14۔ اعراف: 205/7

15۔ النساء: 43/4

”إِنَّمَا الْخُشُوعُ لِمَنْ تَمَسَّكَ وَتَوَاضَعَ“ (16)

ترجمہ: خشوع و خضوع اسے ہی حاصل ہوگا، جو سکون و اطمینان اور تواضع اختیار کرے۔

اور ”نمّا“ کا لفظ حصر کے لئے ہے۔ (یعنی اس بات کی تاکید کو واضح کرنے کے لئے ہے کہ نماز میں خشوع و خضوع اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو نماز میں اطمینان و سکون اختیار کرتا ہے)

ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ، لَمْ يَزِدْ دِمْنِ اللَّهِ إِلَّا بُعْدًا“ (17)

ترجمہ: جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور برائی سے نہ روکے، اسے اللہ تعالیٰ سے دُوری کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

اور (خشوع و خضوع سے) غافل شخص کی نماز، اسے بے حیائی سے منع نہیں کر پاتی۔ ایک دوسرے مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”كَمْ مِّنْ قَائِمٍ حَظَّلَ مِنْ صَلَاتِهِ التَّغَبُّ وَالنَّصَبُ“ (18)

ترجمہ: کتنے ہی (نماز میں) قیام کرنے والے ایسے ہیں، کہ جنہیں ان کی نماز سے تھکاوٹ اور مشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اور اس سے آپ ﷺ کی مراد ”غافل“ ہی ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

16- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة و مهماتها، الباب الثالث، بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب، ص 212، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

17- مجمع الزوائد، ج 2، ص 258، دار الکتاب العربی، بیروت 1402ھ

18- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة و مهماتها، الباب الثالث، بیان اشتراط

الخشوع و حضور القلب، ص 212، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

”لَيْسَ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا مَا عَقَلَ مِنْهَا“ (19)

ترجمہ: بندے کے لئے نماز سے وہی کچھ ہے، جسے وہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ ۶- حجۃ الاسلام، امام غزالی فرماتے ہیں:

نماز پڑھنے والا اپنے رب عزوجل سے مناجات کر رہا ہوتا ہے، جیسا کہ اس کے بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے: ”الْمُصَلِّيُ يُنَاجِي رَبَّهُ“ (20) اور غفلت کے ساتھ کلام کرنا، یقیناً مناجات نہیں کہلا سکتا۔

۷- فقہاء کرام کے مابین اکیلے۔ یا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے سلام پھیرتے وقت کی نیت کے سلسلے میں اختلاف ہے، کہ ”آیا وہ فقط حاضرین کی نیت کرے گا یا غائبین یعنی غیر موجود لوگوں اور مومنوں دین، دونوں کی؟“۔

پس جب ”سلام“ جو کہ نماز کے آخر میں ہے، اس کے معنی میں تسلیم کرنے کی طرف محتاجی ہوئی، تو تکبیر و تسبیح جو کہ نماز کی اشیاء مقصودہ ہیں، کے معنی میں غور و فکر کرنے کی طرف محتاجی بطریق اولیٰ ہوگی۔“ (21)

امام فخر الدین رازی شافعی کی اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ نماز کو خشوع و خضوع اور حضور قلب کے ساتھ ادا کرنا بہت ضروری ہے، کیونکہ یہی چیز نماز کی قبولیت کا سبب اصلی ہے۔

جیسا کہ امام غزالی فرماتے ہیں:

”پچھلی کتابوں میں اللہ تعالیٰ سے روایت کیا گیا کہ:

”میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں فرماتا، بلکہ اسی کی نماز قبول کرتا ہوں،

19- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة و مهماتها، الباب الثالث، بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب، ص 212

20- صحيح البخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب المصلي يناجي ربه، ص 180، المكتبة العصرية، بیروت، الطبعة الثانية 1418ھ 1997م

21- تفسير كبير، ج 8، ص 259، مطبوعه دار احیاء التراث العربی، بیروت

جو میری بڑائی کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے، میرے بندوں پر تکبر نہیں کرتا، اور میری رضا کی خاطر بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔“ (22)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وَضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لَوْفَتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخَشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ؛ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ“ (23)

ترجمہ: پانچ نمازیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے، جس نے ان کا وضو احسن طریقے سے کیا، اور انہیں ان کے وقت میں ادا کیا، اور ان کے رکوع خشوع کو مکمل کیا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ پر عہد ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمادے، اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کا اللہ تعالیٰ پر کوئی عہد نہیں، چاہے تو اس کی مغفرت فرمادے چاہے تو اس کو عذاب دے

نبی اکرم ﷺ ایسے دل سے پناہ مانگا کرتے تھے جو خشوع و خضوع سے آراستہ نہ ہو، چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا، وَيَقُولُ فِي آخِرِ ذَلِكَ ”اللَّهُمَّ إِنِّي

22۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع، ص 200، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

23۔ مشکوٰۃ المصابیح مع شرحه مرقاة المفاتیح، رقم الحدیث 570، ج 2، ص 254، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1422ھ۔ 2001م

أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَوْلَاءِ الْأَرْبَعِ“ (24)

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ اللہ عز وجل کی بارگاہ عالی میں عرض کیا کرتے، اے اللہ عز وجل! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو خشوع اختیار نہ کرے، ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو مستجاب نہ ہو، اور اس کے آخر میں عرض کرتے، اے اللہ! میں ان چاروں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ أُمَّتِي لَيَقُومَانِ إِلَى الصَّلَاةِ وَرُكُوعَهُمَا وَسُجُودَهُمَا وَاجْتِمَاعُ مَابَيْنَ صَلَاتَيْهِمَا مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“

ترجمہ: ”میری امت سے دو آدمی نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، ان کے رکوع و سجود ایک جیسے ہوتے ہیں، لیکن ان کی نمازوں کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان جتنا فاصلہ ہوتا ہے۔“

اس کے تحت امام غزالی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں آپ نے خشوع کی طرف اشارہ فرمایا ہے (یعنی خشوع کی وجہ سے ایک کی نماز دوسرے کی نماز سے افضل ہے)۔ (25)

حضرت نعمان بن مرہ ﷺ سے مروی ہے کہ:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ

24۔ الجامع لشعب الایمان، رقم الحدیث 1643، ج 3، ص 275، مكتبة الرشد، ریاض سعودی عرب، الطبعة الاولى 1423ھ۔ 2003م

25۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة اتمام الاركان، ص 197، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

وَالزَّانِي...؟ (قَالَ: وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ) قَالُوا: اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: هُنَّ فَوَاحِشٌ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ وَأَسْوَأُ
السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالُوا: كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَا
تِهِ؟ قَالَ لَا يَتِمُّ زُكُوعُهَا وَلَا سَجُودُهَا وَلَا خُشُوعُهَا“ (26)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) ارشاد فرمایا: شرابی، چور اور زانی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے.....؟ (راوی کہتے ہیں کہ یہ ان افعال کے بارے میں (احکام) نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ سب فواحش ہیں اور ان میں عقوبت (برائے انجام) ہے۔ اور سب سے بُرا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ اپنی نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے...؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ اس (نماز) کے رکوع، سجود اور خشوع کو مکمل نہیں کرتا۔

حضرت ابوقحادہؓ سے مروی حدیث میں ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةُ الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالَ: لَا يَتِمُّ زُكُوعُهَا وَلَا سَجُودُهَا“ (27)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں بدترین چور وہ ہے، جو اپنی

26- مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الركوع، الفصل الثالث، رقم الحديث 886، ج 4، ص 559، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى 1422 هـ 2001 م

27- مشکوٰۃ المصابيح، کتاب الصلوٰۃ، باب الركوع، رقم الحديث 885، ج 4، ص 558، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى 1422 هـ 2001 م

نماز میں چوری کرے، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نماز کا چور کون ہے؟ فرمایا: (وہ جو نماز کے) رکوع اور سجدے پورے نہ کرے۔

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

معلوم ہوا، مال کے چور سے نماز کا چور بدتر ہے، کیونکہ مال کا چور اگر سزا پوری پاتا بھی ہے، تو کچھ نہ کچھ نفع بھی تو اٹھا ہی لیتا ہے۔ مگر نماز کا چور سزا پوری پائے گا (اور) اس کیلئے نفع کی کوئی صورت نہیں، مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے، جبکہ نماز کا چور اللہ عزوجل کا حق۔ نیز مال کا چور یہاں سزا پا کر آخرت سے بچ جاتا ہے، مگر نماز کے چور میں یہ بات نہیں ہے، نیز بعض صورتوں میں مال کے چور کو مالک معاف کر سکتا ہے، لیکن نماز کے چور کی معافی کی کوئی صورت نہیں، خیال کرو کہ جب ناقص پڑھنے والوں کا یہ حال ہے، تو جو سرے سے پڑھتے ہی نہیں ان کا کیا حال ہے...! پھر جو مکمل یا بعض نمازوں کے منکر ہو چکے جیسے بھنگی پوستی فقیر اور چکڑا لوی وغیرہم ان کا کیا پوچھنا!!۔ (28)

حضرت علامہ سید محمد بن محمد حسینی مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

علامہ مناوی نے علامہ طیبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے چوری کرنے والوں کی دو قسمیں بیان کیں، متعارف اور غیر متعارف۔ اور غیر متعارف ان چیزوں میں سے ہے جو طمانیت اور خشوع میں کمی کر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے غیر متعارف کو متعارف سے برا قرار دیا، اور اس کے زیادہ برے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چور اگر غیر کے مال کو

28- مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج 2، ص 78، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لودویاز، لاہور

اٹھاتا ہے تو دنیا میں نفع بھی پالیتا ہے، یا صاحبِ مال سے اپنے لیے مال کی حلت مانگ لیتا ہے، یا اسے حد لگائی جاتی ہے تو وہ عذابِ آخرت سے نجات پالیتا ہے۔ برخلاف اس غیر متعارف چوری کرنے والے شخص کے، کہ یہ اپنے نفس کے حق یعنی ثواب کی چوری کرتا ہے اور اسے عقبی یعنی آخرت میں ثواب سے عذاب میں بدل ڈالتا ہے۔ (29)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى صَلَاةٍ لَا يَحْضُرُ الرَّجُلُ فِيهَا قَلْبُهُ مَعَ بَدَنِهِ“
یعنی، ”اللہ تعالیٰ اس نماز کی جانب نظر نہیں فرماتا، جس میں بدن کے ساتھ بندے کا دل بھی حاضر نہ ہو۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَمَثَلِ الْمِيزَانِ مَنْ أَوْفَى اسْتَوْفَى“ (30)
یعنی، فرض نماز کی مثال میزان کی سی ہے، جو پورا کرے گا اسے پورا ملے گا۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نماز، ماپنے کا ایک پیمانہ ہے، تو جس نے اس میں کمی کی تو وہ جان لے اس بات کو جو اللہ عزوجل نے کمی کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے۔ (31)

29۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 21، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة

1422ھ۔ 2002م

30۔ الترغيب والترهيب ج 1 ص 351، فصل فيما يفسد الصوم

31۔ احیاء ص 197۔ (وہ آیت مبارکہ یہ ہے ﴿وَيَلْبِسْ مَظْفِفَيْنِ﴾ ترجمہ خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرنے والے ہیں۔ سورہ مظففين، آیت 1)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا:

”لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى جَنَّةَ عَدْنٍ وَخَلَقَ فِيهَا مَآلَا عَيْنٍ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، قَالَ لَهَا: تَكَلَّمِي، فَقَالَتْ: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿ (32)

ترجمہ: ”جب اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو پیدا فرمایا، اور اس میں ایسی چیزیں پیدا فرمائیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا، تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا: اے جنتِ عدن! کلام کر، تو اس نے تین بار کہا: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿

ترجمہ: تحقیق اُن ایمان والوں نے فلاح پائی، جو اپنی نمازوں میں خشوع (و خضوع) اختیار کرتے ہیں۔“ (33)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اسلام کی حالت میں انسان کے رُخساروں پر سفیدی آجاتی ہے (یعنی اس کی داڑھی سفید ہو جاتی ہے) لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز کو مکمل نہیں کرتا، پوچھا گیا، وہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا: ”وہ اس کے خشوع اور تواضع کو پورا نہیں کرتا اور نہ ہی نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔“ (34)

32۔ مؤمنون: 1، 2/23

33۔ عوارف المعارف، الباب السادس والثلاثون، ص 178، دارالكتب العلمية، بيروت

34۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث، حکایات واعبار فی صلاة الخاشعين، ص 227، المكتبة التجارية دارالخیر، بيروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے:

”غور و فکر کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرنا، رات بھر کی ایسی عبادت سے بہتر ہیں، جس میں دل غافل ہو۔“ (35)

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ: ”اے میرے پیغمبر! جب تم نماز پڑھو تو مجھے اپنے قلب کا خشوع و خضوع، اپنے جسم کی نیازمندی اور اپنی آنکھوں کے آنسو نذر میں پیش کرو، اس وقت مجھے تم اپنے قریب پاؤ گے۔“ (36)

اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے فرمادیں:

”تم اپنے بدنوں کے ساتھ (میری بارگاہ میں) حاضر ہوتے ہو، اور اپنی زبانیں مجھے دیتے ہو، لیکن دلوں کے ساتھ مجھ سے غائب ہوتے ہو، تم جس طرح (میری طرف) متوجہ ہوتے ہو، وہ باطل ہے۔“ (37)

نماز کے چار شعبے بتائے گئے ہیں:

اول: محراب میں جسم کی موجودگی

دوم: اللہ تعالیٰ کے حضور میں عقل و شعور کے ساتھ حاضر ہونا

سوم: دل کا خشوع و خضوع کے ساتھ ہونا۔۔ اور

چہارم: ارکان نماز میں خشوع کا ہونا۔

حضور قلب سے حجابات اٹھ جاتے ہیں، شہود عقل سے عتاب رفع ہو جاتا ہے، حضور نفس سے (رحمت و کرم کے) دروازے کھل جاتے ہیں، اور ارکان نماز میں خشوع و خضوع سے ثواب کا حصول ہوتا ہے۔

لیکن! جو نمازی بغیر حضور قلب نماز ادا کرتا ہے، وہ ایک غافل نمازی ہے، جو شخص شہود عقل کے بغیر نماز ادا کرتا ہے وہ بے پرواہ نمازی ہے، جس نمازی میں خضوع نفس نہیں ہوتا، وہ خطا کار نمازی ہے، اور جو خضوع ارکان کے بغیر نماز پڑھتا ہے، وہ غلط کار نمازی ہے۔ اور جو نمازی اُپر ذکر کردہ ان تمام اچھی خوبیوں اور اوصاف کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، وہ ایک کامل نمازی ہے۔“ (38)

حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نماز کے تین اوصاف ہیں اور جس نماز میں ان تین اوصاف میں سے کوئی وصف نہ ہو، وہ نماز نہیں ہے (۱) اخلاص (۲) خشوع، (۳) اللہ کا ذکر، پس اخلاص اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خشوع و خشیت اس کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر یعنی قرآن کا پڑھنا اس کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ (39)

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جو شخص نماز میں خشوع نہیں کرتا، اس کی نماز فاسد (بے فائدہ) ہے۔“ (40)

35- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع، ص 201

36- عوارف المعارف، الباب السادس والثلاثون، ص 179

37- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث حکایات واعبار فی

صلاة الخاشعين ص 229

38- عوارف المعارف، الباب الثامن والثلاثون، ص 190

39- تفسیر درمستور، سورہ مؤمنون آیت 1، ج 6، ص 410، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الاولى، 1412ھ۔ 2001م

40- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع، ص 213، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

ما قبل ذکر کردہ آیات واحادیث اور آثار و اقوال کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نماز میں قلب و جوارح کی یکسوئی اور انہماک بہت ضروری ہے، تاکہ ہماری نمازیں مقبول بارگاہ ہو کر ہمارے لئے بلندی درجات کا سبب بنیں؛ وگرنہ وہ نمازیں جو ظاہری و باطنی شرائط سے عاری و خالی ہوں، وہ درجہ مقبولیت تک نہیں پہنچ پاتیں بلکہ اس طرح نمازیں پڑھنے سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایسے لوگوں کے بارے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمان خداوندی ہے:

﴿قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ (41)

ترجمہ: پس بربادی ہے ان نمازیوں کے لیے، جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔

تفاسیر میں مذکور ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز یا تو پڑھتے ہی نہیں، یا پہلے پڑھتے رہے پھر سُست ہو گئے، یا نماز کو اس کے اپنے مسنون وقت میں نہیں پڑھتے، یا بلا وجہ شرعی تاخیر سے پڑھنے کو اپنا معمول بنائے ہوئے ہیں۔

اور اسی طرح سُستی و غفلت برتتے ہوئے، قصدِ خشوع و خضوع کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والوں کو بھی، بعض مفسرین نے اس آیت کی وعید شدید میں داخل کیا ہے۔ (42)

اے اللہ عزوجل! ان آیات واحادیث اور آثار و اقوال سے سبق و عبرت حاصل کرتے ہوئے ہمیں اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خشوع و خضوع کی فضیلت

جو نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے، وہ اللہ عزوجل کو بہت محبوب ہے، اور ایسے لوگوں کو قرآن مجید میں فلاح و کامرانی کی نوید سنائی گئی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

41۔ الماعون: 5,4/107

42۔ تفسیر سراج منیر، سورۃ الماعون، ج 4، ص 693، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1425ھ۔ 2004م

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾ O الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (43)

ترجمہ: تحقیق فلاح پائی ان ایمان والوں نے، جو اپنی نمازوں میں خشوع (و خضوع) اختیار کرنے والے ہیں۔

ایسے ہی دیگر کامیاب لوگوں کی صفات ذکر کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ نے ان سب کیلئے یہ مشرکہ جانفزایمان فرمایا کہ:

﴿أُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (44)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جو کہ فردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی اور کامیابی کے حصول، نیز جنت کی سرمدی وابدی نعمتوں کا حق دار بننے کیلئے دیگر اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کو بھی لازم اختیار کرنا چاہئے۔

احادیث میں بھی نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرنے کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

”مَا مِنْ أَمْرٍ مِّنْ مُّسْلِمٍ تَخْضَعُ صَلَاةً مَّكْتُوبَةً فَيَحْسَنُ وَضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَزُكُوعَهَا إِلَّا إِذَا كَانَ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ، مَا لَمْ تُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ اللَّهُمُّ كُلُّهُ“ (45)

43۔ المؤمنون: 2,1/23

44۔ المؤمنون: 10-11/23

45۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث 228۔ ج 3، ص 693، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ۔ 2001م

یعنی، جس مسلمان شخص پر فرض نماز کا وقت آئے وہ اس نماز کا اچھی طرح وضو کرے اور نماز میں اچھی طرح خشوع و رکوع کرے تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جب تک کہ وہ کسی کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سلسلہ تمام دہر (زمانے) تک رہتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فَإِنْ قَامَ وَصَلَّى فَحَمَدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالذِّمِّ هُوَ أَهْلُهُ وَفَرَّغَ قَلْبُهُ أَنْصَرَفَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ“ (46)

یعنی، پس اگر اس نے قیام کیا اور نماز ادا کی، اللہ عز و جل کی حمد و ثناء کی اور ان الفاظ میں اس کی بزرگی بیان کی جن کا وہ اہل ہے، نیز اس نے اپنے دل کو (تصور بغیر سے) خالی کر لیا، تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسا کہ اس دن وہ تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”..... مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ (47)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یعنی، ”جس نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا، پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان میں اپنے نفس سے کوئی دنیوی بات نہیں کی، تو اسکے گزشتہ

46- صحیح مسلم، رقم الحدیث 832۔ ج 6، ص 6... دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولى 1421ھ۔ 2001م

47- کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاة قسم الاقوال، الباب الاول، الفصل الثاني، رقم 18945، ج 7، ص 119، دار الکتب العلمیہ الطبعة الثانية 1424ھ۔ 2004م

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

نوٹ: نماز میں غیر اختیاری طور پر آنے والے خیالات، اور بے خیالی میں ان کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے نماز میں بھول جانے پر کوئی پکڑ نہیں، جبکہ اختیاری طور پر لائے جانے والے دنیاوی خیالات، شرعاً قابل مواخذہ ہیں۔

نماز میں خشوع و خضوع کی مذکورہ بالا اہمیت و فضیلت کے پیش نظر ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں کو ظاہری شرائط و آداب اور دیگر باطنی شرائط کے ساتھ ساتھ خشوع سے بھی آراستہ کرے، کیونکہ انہی امورِ خفہ پر نماز کی قبولیت کا مدار ہے، اور جس نماز میں ان کا خیال رکھا نہ جائے، وہ نماز درجہ قبولیت پر فائز ہونے سے محروم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَوْ قُبِلَتْ وَأُسْبِغَ وَضُوءُهَا وَ أَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا وَخَشَعَتْهَا، عَرَجَتْ وَهِيَ بَيْضَاءُ مُسْفِرَةٌ، تَقُولُ: حَفِظَكَ اللَّهُ كَمَا حَفِظْتَنِي، وَمَنْ صَلَّى بِغَيْرِ وَقْتِهَا وَلَمْ يُسْبِغْ وَضُوءَهَا وَلَمْ يُتَمِّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا وَلَا خَشَعَتْهَا، عَرَجَتْ وَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ، تَقُولُ: ضَيَعَكَ اللَّهُ كَمَا ضَيَعْتَنِي حَتَّى إِذَا كُنْتَ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ لُفْتُ كَمَا يُلْفُ الثُّوبُ الْخَلِيقُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهُ“ (48)

یعنی، ”جس شخص نے نماز کو اس کے وقت میں ادا کیا، اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کیلئے کھڑا ہو، اس کے رکوع، سجود اور خشوع کو مکمل کرے، تو نماز کہتی ہے: ”اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی“ پھر اس نماز کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، اور اس کیلئے چمک اور نور ہوتا ہے، پس اس کیلئے آسمان کے دروازے کھولے

جاتے ہیں، حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، اور وہ نماز اس نمازی کی شفاعت کرتی ہے۔ اور اگر وہ اس کے رکوع، سجود اور قراءت مکمل نہ کرے تو نماز کہتی ہے: ”اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑ دے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔“ پھر اس نماز کو اس طرح آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے کہ اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے، اور اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر اس کو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔“

نماز میں شیاطین کے مکر و فریب اور دوسووں سے بچنے کیلئے ہمیں اس کی طرف سے کھڑی کی جانے ممکنہ رکاوٹوں، اور احسن انداز میں ان کو دور کرنے کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنا بہت ضروری ہے، جن کا ذکر آئندہ صفحات میں کیا جائے گا، تاکہ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی گئی نماز کی بدولت، اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہمارے لئے آسان ہو جائے۔ اس سلسلے میں اسلاف کی نمازوں میں خشوع و خضوع کی کیفیت کو جان کر، اسے اپنے لئے مشعلِ راہ بنانا بھی بہت نافع رہے گا، ان شاء اللہ عز و جل۔ چنانچہ اس ضمن میں چند واقعات پیش خدمت ہیں:

ہمارے اسلاف کی کیفیات خشوع و خضوع

۱۔ ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں: ”رسول اکرم ﷺ ہم سے اور ہم آپ ﷺ سے گفتگو کر رہے ہوتے، جب نماز کا وقت ہو جاتا، تو کو یا نہ آپ ہمیں پیچا پچانتے اور نہ ہم آپ کو پیچا پچانتے۔“ (49)

49۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع، ص 200، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کی تیاری اور اللہ تعالیٰ کی عظمت میں اس قدر مشغول ہو جاتے، کہ دنیا کی ہر چیز کی طرف سے توجہ موقوف فرما لیتے۔

۲۔ حضرت علی المرتضیٰؑ کی ایڑی مبارک میں تیر کا پھل (تیر کا اگلا نوکیلا سرا) گر گیا، اور اس کے نکالنے میں بے حد تکلیف ہوتی تھی، جب آپ نے نماز پڑھنا شروع کی تو وہ تیر کا پھل، بحالت سجدہ نکال لیا گیا، اور آپ کو نماز میں کمال استغراق و محویت کی وجہ سے، دوران نماز تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔“ (50)

۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ایسا لگتا تھا کہ کوئی لکڑی کا ستون کھڑا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے، مجاہد نے کہا کہ ان کا نماز میں خشوع تھا۔“ (51)

حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے نماز ادا کی اور اسے مختصر طور پر ادا کیا۔ آپ سے عرض کیا گیا اے ابوبقطان! آپ نے اتنی جلدی نماز کیوں ادا کی...؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے شیطان کی طرف سے بھلا دینے کا خیال پیدا ہو گیا تھا، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الْعَبْدَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ لَا يَكْتَبُ لَهُ نَصْفُهَا وَلَا ثُلُثُهَا وَلَا رُبُعُهَا وَلَا خُمُسُهَا وَلَا سُدُّ سَهْلًا غَشْرُهَا، وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّمَا يَكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلَاتِهِ مَا عَقَلَ“ (52)

یعنی، بے شک بندہ جب نماز ادا کرتا ہے، تو اس کے لیے نہ تو اس کا نصف لکھا جاتا ہے نہ تہائی نہ چوتھائی نہ پانچواں نہ چھٹا اور نہ ہی

50۔ انیس الواعظین (مترجم) ص 35، شیخ غلام حسین اینڈ ستر، کشمیری بازار، لاہور

51۔ الدر المنثور۔ ج 6، ص 79، دار احیاء التراث العربی، الطبعة الاولى 1421ھ۔ 2001م

52۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 181، دار الکتاب العلمیة، بیروت، الطبعة الثالثة،

دسواں حصہ۔ اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بندے کے لیے نماز میں سے اتنا ہی لکھا جاتا جتنا وہ سمجھ کر ادا کرے۔“

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب سے میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا نہ تو اپنی دائیں جانب والے کو پیچانے اور نہ ہی بائیں جانب والے کو پیچانے، تب سے چالیس سال ہونے کو ہیں کبھی نماز کی حالت میں نہ تو میں نے اپنی دائیں جانب والے کو پیچا یا اور نہ ہی اپنی بائیں جانب والے کو پیچا۔“ (53)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے وہ عورت خوب یاد ہے جسے میں نے بچپن میں دیکھا تھا، جو بہت عبادت گزار تھی، بحالت نماز بچھو نے اس عورت کے چالیس مرتبہ ڈنک مارا، مگر اس کی حالت میں ذرہ بڑا تغیر نہ ہوا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئی، تو میں نے کہا: اے اماں! اس بچھو کو آپ نے ہٹایا کیوں نہیں؟ اس نے کہا: اے فرزند! تو ابھی بچہ ہے، یہ کیسے جائز تھا میں اپنے رب کے کام میں مشغول تھی، اپنا کام کیسے کرتی...؟ (54)

۴۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نماز کا حال دریافت کیا گیا، تو آپ نے

فرمایا:

”جب نماز کا وقت ہوتا ہے، تو میں اچھی طرح (کامل طریقے) سے وضو کرتا ہوں، پھر اس مقام پر آتا ہوں جہاں نماز ادا کرنی ہے، وہاں بیٹھ

53۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 180، دارالکتاب العلمیہ بیروت، الطبعة الثالثة

1422ھ۔ 2002م

54۔ کشف المحجوب، مطبوعہ: اکبریلک سیلرز، اردو بازار، لاہور

کر تمام اعشاء کو حالت اطمینان میں لانا ہوں، پھر میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں۔ پل صراط کو قدموں تلے، جنت کو سیدھی جانب، جہنم کو الٹی طرف اور ملک الموت علیہ السلام کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔

پھر اس نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر، (اللہ عز وجل کے) خوف اور (اس کی رحمت کی) امید کے ساتھ بلند آواز سے تکبیر کہہ کر، ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کر) قراءت کرتا ہوں، پھر عاجزی کے ساتھ رکوع اور خشوع کے ساتھ سجدہ ادا کرتا ہوں، پھر تشہد (یعنی التحیات میں) اپنی الٹی سرین پر بیٹھ کر سیدھا پیر کھڑا کر لیتا ہوں، اور ساری نماز میں اخلاص کا خوب خیال رکھتا ہوں۔“ پھر بھی میں نہیں جانتا، کہ یہ نماز بارگاہ الہی میں مقبول ہوئی یا نہیں؟“ (55)

حضرت علامہ مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب گھر میں داخل ہوتے تو گھر والے خاموش ہو جاتے، اور جب مسلم بن یسار نماز پڑھتے تو گھر والے کلام کرتے اور ہنستے۔“ (لیکن نماز میں محویت کی وجہ سے انہیں خبر بھی نہیں ہوتی تھی)۔ (56)

حضرت مسلم بن یسار اتنے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے گرد و پیش کی خبر تک نہ ہوتی، چنانچہ آپ کے بارے میں منقول ہے کہ ”ایک مرتبہ بصرہ کی جامع مسجد کا ایک کونہ گر گیا، اور لوگ وہاں جمع ہو گئے، لیکن آپ کو نماز سے فارغ ہونے تک

55۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع،

ص 197، المكتبة التجارية دارالخبر، بیروت

56۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 171-170، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، الطبعة

الثالثة، 1422ھ۔ 2002م

(اس واقعے کا) پتہ نہ چل سکا۔ (57)

حضرت شیخ عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں آپ کو دنیا کے کسی کام کا خیال آتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نیزوں کی نوک سے مجھے چھیدا جانا زیادہ گوارا ہے بمقابلہ اس کے کہ مجھے نماز میں ان چیزوں کا دھیان آئے جن کا تم کو نماز میں دھیان آتا ہے۔ (58)

حضرت شیخ ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ نماز کس طرح ادا کرے...؟ تو انہوں نے فرمایا کہ:

”اللہ کے حضور میں اس طرح سے کھڑے ہو جس طرح قیامت کے روز اس کے حضور کھڑے ہو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رو برو اس طرح کھڑے ہو کہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو، ربّ ذوالجلال تمہارے سامنے ہو اور تم اس سے مناجات کر رہے ہو، اس وقت تم کو یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ تم ایک عظیم الشان بادشاہ کے رو برو کھڑے ہو۔“ (59)

۵۔ حضرت قاری یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک جیب تراش آیا اور آپ کی چادر اٹھا کر لے گیا۔ جب وہ اپنے رفقاء کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس چادر کی شناخت کر لی، اور اس سے کہا کہ یہ چادر واپس کر آؤ، اس لیے کہ وہ حضرت قاری یعقوب صالح آدمی ہے ہم اس کی دعاء سے خائف ہیں۔ چنانچہ اُس نے واپس جا کر وہ چادر چپکے سے حضرت قاری یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر رکھ دی۔ اور ان سے معافی چاہی، آپ جب

57۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع،

ص 201، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

58۔ عوارف المعارف، الباب السابع والثلاثون، ص 184

59۔ عوارف المعارف، الباب السابع والثلاثون، ص ۱۸۲

نماز سے فارغ ہوئے اور اس واقعہ سے آگاہ کیے گئے، تو فرمایا: ”نہ ہی مجھے چادر اٹھانے کا پتہ ہے، اور نہ ہی واپس کیے جانے کا علم ہے۔“ (60)

۶۔ کسی بزرگ کے جسم کا ایک حصہ (بیماری وغیرہ کی وجہ سے) گل سڑ گیا، اور اسے کاٹنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اور ایسا (حدّث تکلیف کی وجہ سے) ممکن نہ تھا، تو کہا گیا کہ ”انہیں نماز میں کسی بات کا احساس نہیں ہوتا۔“ چنانچہ جب وہ نماز میں تھے تو ان کے جسم کا (گلا ہوا) حصہ کاٹ لیا گیا، اور انہیں تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔“ (61)

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

میں بعض صالحین کے ساتھ ایک اللہ والے کی زیارت کے لیے روانہ ہوا، واپسی میں ہمارا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں سبزہ، نیر رواں، اور پھولوں اور رگیوں سے بھرے باغات تھے، حالانکہ یہ جگہ سمندر کی ایک ایسی خلیج میں واقع تھی جہاں پر پانی نہ تھا۔ اور یہ جگہ ایسی چیونٹیوں کے کثرت سے پائے جانے کے سلسلے میں مشہور تھی جنہیں عرف میں ”ناموس“ کہتے ہیں، اور یہ ایسی ڈسنے والی چیونٹی ہے کہ انسان کے لیے صبر کرنا ممکن نہیں رہتا، سوائے اس کے وہ کپڑوں میں لپٹا ہوا ہو اور اس کے ہاتھوں پر پٹیاں لپٹی ہوئی ہوں۔ وہاں ایک نیک صالح مرد تھا، ہم نے اس کی زیارت کا قصد کیا؛ میں نے اپنے ساتھی سے اس صالح مرد کے حال کے بارے میں پوچھا کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور اس میں قیام کو لمبا کرتے ہیں تو ان موذی چیونٹیوں سے بچنے کے لیے کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب

60۔ تنبیہ الغافلین، ص 291، دار الکتب العربی، الطبعة الاولى 1420ھ 1999م

61۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث، حکایات واعبار فی

صلاة الخاشعین، ص 226، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

دیا: اس سے پہلے میں ان سے یہ سوال کر چکا ہوں، تو اس نے مجھے جواب دیا، اے بھائی! جب میں نماز میں کھڑا ہوں تو میں اپنے نفس کو یہ تھوڑا دلاتا ہوں کہ میں پُل صراط پر کھڑا ہوں اور گویا کہ جہنم میرے سامنے ہے، چنانچہ مجھے ان چیونٹیوں وغیرہ کا خطرہ دل میں نہیں گزرتا۔ اور یہ حالت خشوع اور خوفِ خداوندی سے حاصل ہوتی ہے۔ (62)

امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

عبادت میں مشغول ہونا جہانِ غرور سے جہانِ سرور کی طرف منتقل ہونا ہے، اور مخلوق کو چھوڑ کر خالق کے دربار میں پہنچنا ہے اور اس سے لذت اور خوشی کا کمال پیدا ہوتا ہے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے ایک سانپ چھت سے گرا، لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے اور امام اعظم ابو حنیفہ نماز میں مشغول رہے اور انہیں کچھ پتہ نہ چلا۔ اور حضرت عروہ بن زبیرؓ کے کسی عضو میں زخم ہو گیا، اس زخم کے زہر کو پھیلنے سے روکنے کے لیے اس عضو کو کاٹنا ضروری تھا، جب حضرت عروہ بن زبیرؓ نے نماز پڑھنی شروع کی تو لوگوں نے اس عضو کو کاٹ دیا، اور حضرت عروہ بن زبیرؓ کو اس عضو کے کٹنے کا مطلقاً احساس نہ ہوا۔ اور رسول اللہؐ جب نماز ادا فرماتے تھے تو آپ کے سینہ مبارک سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز آتی ہے، اور جو شخص ان واقعات کو مستبعد یعنی دور از حقیقت گمان کرنا ہو تو اسے چاہیے کہ اس آیت کی تلاوت کرے:

﴿فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَاهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ﴾ (63)

ترجمہ: جب (مصر کی) عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کو بہت بڑا جانا

62۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 40، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثالثة،

1422ھ۔ 2002م

63۔ یوسف: 31/12

اور (پھل کی بجائے) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

جب مصر کی عورتوں کے دلوں پر حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن و جمال کا غلبہ ہوا اور یہ غلبہ اس حد کو پہنچا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو پتہ بھی نہ چلا، تو جب بشر کے حق میں یہ بے خودی اور سرشاری ممکن ہے تو جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کے حُسن و جمال اور اس کی عظمتوں کا غلبہ ہو، تو اس کا اس طرح بے خود، سرشار اور مستغرق ہونا تو بدرجہ اولیٰ ممکن ہے۔ (64)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی
اللہ عز وجل ان مقدس ہستیوں کے صدقے اور اپنے محبوب بندوں کے خشوع و خضوع سے معمور نمازوں کی برکت سے ہمیں بھی نمازوں میں خشوع و خضوع کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خشوع و خضوع کی اقسام

لوگوں پر خشوع و خضوع کی کیفیات مختلف ہونے کے اعتبار سے اس کی چار اقسام ہیں:

- ۱۔ عوام کا خشوع و خضوع
- ۲۔ خواص کا خشوع و خضوع
- ۳۔ اخص الخواص کا خشوع و خضوع۔۔ اور
- ۴۔ مقررین کا خشوع و خضوع۔ (65)

ہم یہاں اس تحریر میں ان میں سے فقط عوام کے خشوع و خضوع پر روشنی ڈالیں گے، کہ بقیہ اقسام کے ذکر کو بھی بالتفصیل شامل کرنے کیلئے اس تحریر کے مختصر صفحات ہمیں اجازت نہیں دے رہے۔ اور ویسے بھی

64۔ تفسیر کبیر، ج 1 ص 214-3

65۔ رکن دین، ص ۹۴، پرو کریسوبکس، اردو بازار لاہور

خاصاں دی گل عامان آگے کرنی نہیں مناسب

لہذا جواہل دل حضرات بقیہ اقسام کے انداز خشوع و خضوع سے بھی واقف ہونا چاہیں، وہ ”عوارف المعارف“، ”احیاء العلوم“ اور ”زکون دین“ کتاب الصلوة کا مطالعہ فرمائیں۔

عوام کا خشوع و خضوع

یہ نمازی جب خالصۃ اللہ عز وجل کی رضا کیلئے نماز پڑھنے کی نیت کر کے کانوں کی لوٹک ہاتھ اٹھائے تو اس وقت اپنے دل میں یہ تصور پیدا کرے کہ شیطان لعین اور نفس شریر کے بہکانے کی وجہ سے مجھ سے اب تک جتنے بھی گناہ ہوئے، آئندہ ان سے بچنے کی پختہ نیت و ارادے کے ساتھ میں ان سب سے بچی چکی تو بہ کرنا ہوں (گویا تو بہ کی صورت ناکیدی، کانوں پر ہاتھ رکھنے سے ظاہر کر رہا ہے) اور حدیث پاک میں ہے:

”أَلْتَأْتِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ“ (66)

”گناہ سے تو بہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔“

تو تو بہ کے پختہ ارادے و خیال کی برکت سے شروع نماز میں، گناہوں کی گندگی سے طہارت حاصل کر کے، اللہ عز وجل کی کبریائی بیان کرنا ہوا یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہو، اور اس خیال میں مصروف رہے کہ

”میرا مالک میرا آقا عز وجل اس وقت اپنی خاص نظر کرم سے مجھے

ملاحظہ فرما رہا ہے۔“

پس جب ہمیں معلوم ہے کہ اللہ عز وجل تمہیں دیکھ رہا ہے، تو تمہیں چاہیے کہ تم اس کی عبادت میں غفلت سے پرہیز کرو، اور جو اپنے رب عز وجل سے حیاء نہیں کرنا اس کے لیے رب کریم عز وجل کی معرفت میں کوئی حصہ نہیں۔ حالانکہ اللہ عز وجل سے حیاء ہی تو اصل اور اساس ہے۔ (67)

66۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 4250، ج 4، ص 491، دارالمعرفة، بیروت

67۔ اتحاف: 223

اور یہ تعلیم اس فرمان نبوی ﷺ فَبَإِنَّهُ يَرَاكَ (تحقیق اللہ عز وجل تجھے دیکھ رہا ہے) (68) کے مطابق ہے۔ اگر کوئی خطرہ قلبی اس خیال مبارک میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہو تو فوراً اس کو دُور کر کے پھر اسی خیال نیک میں محو ہو جائے۔

قیام کے وقت اپنے گناہوں سے توبہ پر طلب استقامت کا خیال رکھے، کیونکہ فرمان خداوندی ہے:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَا أَمَرْتُ﴾ (69)

ترجمہ: پس قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے۔

اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اجمعین فرماتے ہیں ”الْإِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ“ استقامت، کرامت سے بڑھ کر ہے۔

قراءت کے وقت یہ خیال رکھے کہ میرے قرآن شریف پڑھنے کو اللہ عز وجل سن رہا ہے، جب اللہ عز وجل سننے والا ہے، تو ضروری ہے کہ صحت قراءت قرآن کیلئے اپنی طرف سے خوب کوشش کرے، اور کچھ معافی بھی چھوٹی چھوٹی سورتوں کے جو وہ اکثر نماز میں پڑھتا ہے، یاد کرے، ورنہ اس کی مثال بعینہ اس شخص کی طرح ہے، کہ جو بادشاہ کے روبرو عرضی پیش کرنا ہے، اور اس کو خود اس بات کی خبر نہیں کہ اس کے اندر مضمون کیا ہے؟؟

جب معنی معلوم ہو جائیں تو آیات ترہیب (ڈر) پر اپنے اوپر خوف کی کیفیات طاری کرے، اور آیات ترغیب (خوشخبری) پر خوش ہو، نیز اپنے آپ کو انعامات الہیہ کا امیدوار تصور کرے، اور آیات احکامات پر سر تسلیم کرے، جس کا پورا پورا ثبوت، صورت رکوع میں دیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر آیت کے معنی و مفہوم سے لطف و ذوق حاصل کرے، کہ میں کس کے

68۔ یہ ایک حدیث کے الفاظ ہیں، صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث 51، ج 1،

ص 491، دارالمعرفة، بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

69۔ ہود: 38/11

سامنے کھڑا مناجات کر رہا ہوں، (70) یہی خیال اس کو کسی دوسری جانب التفات نہ کرنے دے گا، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: ”اگر نماز پڑھنے والا جان لے کہ وہ کس سے مناجات کر رہا ہے تو (کسی دوسری جانب) التفات نہ کرے۔“ (71)

رکوع کے وقت اس کی عظمت و بڑائی کا خیال کرے، جس کی وجہ سے اسکی کمر خمیدہ ہوگئی ہے۔ سجدے کے وقت اپنی ذلت و خواری، اور اللہ عزوجل کی کمال عزت و جلالت کا خیال رکھے۔
قعدہ میں یہ تہو رذہن میں رکھے کہ میں مافرمان غلام، تمام نماز کی بدولت عموماً اور سجدے کی بدولت خصوصاً، اعزاز و اکرام کے ساتھ معزز و مکرم کر کے دربار اقدس میں بٹھا دیا گیا ہوں، اور پھر آخر میں اللہ عزوجل کی کرم نوازیوں کی خیرات سمیٹتا ہوں، نماز سے باہر نکلنے کی نیت سے پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف سلام پھیرے دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے، فرشتوں، مسلمان نمازی انسانوں اور جنوں کی نیت کرے۔

نیز امام جس طرف ہوا دھر سلام پھیرتے ہوئے امام کی بھی نیت کرے؛ اور اگر امام کے بالکل پیچھے ہے، تو دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے امام کی بھی نیت کرے۔ (72)
اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے ذرائع، اس کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل، اور ان کے سد باب کیلئے مفید تجاویز بھی بیان کر دی جائیں؛ تاکہ ہماری تحریر نماز میں خشوع و خضوع کے موضوع پر ہر لحاظ سے کامل و اکمل قرار پائے۔ فَنَقُولُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

70۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ إِذَا أَخَذْتُمْ إِذَا صَلَّيْتُمْ يَنَاجِي رَبَّكُمْ“ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔ صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب المصلیٰ یناجی ربہ، ص 180، المكتبة العصرية، بیروت، الطبعة الثانية 1418ھ۔ 1997م

71۔ احیاء العلوم

72۔ رکن دین، کچھ تبدیلی کے ساتھ، ص 96

نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے ذرائع

پہلا ذریعہ:

نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت و افادیت کے تصور کو اپنے دل میں مضبوط کریں۔ کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب تک کسی کام کی اہمیت و افادیت، اور ترک کرنے کی صورت میں نقصانات کا درست اندازہ نہ ہو؛ طبیعت اس کام کی طرف مائل نہیں ہوتی۔

نیز اس سلسلے میں بزرگان دین کے واقعات کا مطالعہ کرتے رہیں، اور ان کے طرز عمل پر غور و فکر کے بعد اسے اپنانے کی کوشش بھی کرتے رہیں، جیسے گزشتہ صفحات میں حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ۔ اس طرح آہستہ آہستہ آپ بھی اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع کی کیفیت کو محسوس کرنا شروع کر دیں گے، ان شاء اللہ عزوجل۔

لیکن اس عظیم ترین مقصد کیلئے جہد مسلسل اور کوشش پیہم بہت ضروری ہے، تبھی حصول مقصد میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کافرمان عالیشان ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَلُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (73)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، ہم انہیں ضرور ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت و محبت اور اس کی بارگاہ عظیم میں کھڑے ہونے کا خیال بھی نماز میں خشوع و خضوع کا سبب عظیم ہے، چنانچہ خشوع اسی شخص کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی عظمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے، لہذا جو اللہ عزوجل کی معرفت میں جتنا آگے ہوگا وہ اس کے لیے اتنا ہی زیادہ خشوع کرنے والا ہوگا۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما (زین العابدین) جب وضو کرتے تو ان کا چہرہ زرد پڑ جاتا اور متغیر ہو جاتا ان سے پوچھا جاتا آپ کو کیا ہوا؟ وہ ارشاد فرماتے: کیا تمہیں معلوم ہے

کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں...؟“۔ (74)

دوسرا ذریعہ:

شیطان اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ہمیں نماز میں تشويع خضوع اختیار کرنے سے روکنے کیلئے اپنا ہرج با استعمال کرتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ:

”جب نماز فرض ہوئی تو شیطان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا، اس کے

سارے چیلے جمع ہو گئے، اور سب گریہ دریا فت کیا“۔ اس نے بتایا کہ:

ہم تو مارے گئے، اللہ عز وجل نے مسلمانوں پر نماز فرض فرمادی ہے!!

چیلوں نے کہا: نماز فرض ہوگئی تو کیا ہوا؟ کون سی قیامت قائم ہوگئی جو تم

نے اس قدر چلا چلا کر آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے؟!۔ شیطان نے جواب

دیا: میرے بدھو چیلو! تم نہیں سمجھے، ہائے! سمجھو! مسلمان تو نمازیں

پڑھیں گے، اور (نماز کی برکت سے گناہوں سے بچ کر، اللہ عز وجل

کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، اور اس

طرح وہ) میرے ہاتھ سے نکل جائیں گے“!! چیلوں نے مٹھکر ہو کر کہا

: ”اب اللہ تعالیٰ کو تو ہم منانے سے رہے کہ وہ نماز کا حکم واپس لے

لے، تم ہی بتاؤ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟“ شیطان نے کہا کہ: ”انہیں

نماز مت پڑھنے دو، اور اگر کوئی نماز کیلئے کھڑا ہو جائے تو اس کو گھیر لو،

ایک کہے دائیں دیکھ دوسرا کہے بائیں طرف دیکھ اس طرح اس کو الجھا

ڈالو“۔ (75)

شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے، یقیناً وہ کبھی بھی نہیں چاہے گا، کہ ہم تشويع خضوع کے

74۔ مختصر منهاج الفاضلین لابن قدامہ، ص 273، دار التراث العربی، بیروت، 1982 م

75۔ نزہۃ المجالس، ج 1، ص 154، دار الکتب العلمیہ، الطبعة الاولى

ساتھ نماز ادا کرنے میں کامیاب ہوں، اور اللہ عز وجل کی رضا حاصل کر کے اس کی ابدی نعمت

جنت کو پائیں، اور اس کے غضب کی جگہ جہنم سے بچ جائیں۔ لہذا نماز پڑھنے سے پہلے یکسوئی

کے ساتھ اس کے مکرو فریب سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ کیونکہ اس سے بچاؤ کا سب سے

موثر ذریعہ یہی ہے کہ جس خالق و مالک عز وجل نے اس میں راجح سے گمراہ کرنے کی

صلاحیت تخلیق فرمائی ہے، انسان اسی کی پناہ میں آجائے۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے پہلے تھوڑا

اول شریف ضرور پڑھ لیا کریں۔

تیسرا ذریعہ:

منقول ہے کہ نماز میں بارہ ہزار خصائص ہیں، پھر ان بارہ ہزار خصائص کو بارہ خصائص

میں جمع کر دیا گیا ہے۔ پس جو شخص بھی نماز پڑھنا چاہے اسے ان بارہ خصائص کا خیال رکھنا ہوگا۔

چھ خصائص تو تو نماز کو شروع کرنے سے پہلے ہیں اور چھ خصائص اس کے بعد ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ پہلی خصوصیت علم ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کے ساتھ معمولی سا عمل بھی

جہالت کے عظیم عمل سے بہتر ہے۔

۲۔ دوسری خصوصیت وضو ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۳۔ تیسری خصوصیت لباس ہے۔

چوتھا ذریعہ:

میلے کچیلے اور بدبو دار لباس میں نماز کی ادائیگی جہاں آداب نماز کے منافی ہے، وہیں پر

نماز میں تشويع خضوع کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بھی ہے۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو اچھا

اور صاف ستھرا لباس پہن کر نماز ادا فرمائیں؛ کہ جب ہم دنیا والوں کے پاس ملتے جاتے ہیں

تو اپنی آرائش و زیبائش کا خوب خیال رکھتے ہیں، تو پھر اللہ عز وجل جو سب سے بڑھ کر مرتبے

والا ہے، اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی بارگاہ میں حاضری سے قبل ہر جائز و مناسب

آرائش و زیبائش کا اہتمام کیا جائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

”إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبِسْ ثَوْبَيْهِ، فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ تُزَيَّنَ لَهُ“ (76)

یعنی، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنے (اچھے والے) کپڑے پہن لے، کیونکہ اللہ عز وجل اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لیے زینت اختیار کی جائے۔

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں: کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، جبکہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں۔ (77)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ، فَأَوْسِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ“ (78)

ترجمہ: ”جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دی ہو، تو تم بھی اپنی جانوں پر وسعت کے ساتھ خرچ کرو۔“

حضرت ابن عمر ؓ نے (اپنے غلام) نافع کو دو کپڑے پہننے کے لیے دیے، اور یہ اس وقت لڑکے تھے۔ اس کے بعد مسجد میں گئے اور حضرت ابن عمر نے ان کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس دو کپڑے نہیں

76- کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاة، قسم الاقوال، الباب الثانی، الفصل الاول،

آداب، رقم 19116، ج 7، ص 135

77- بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 86، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

78- کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاة، قسم الاقوال، الباب الثانی، الفصل

الاول، آداب، رقم 19117، ج 7، ص 135

کہ انہیں پہنتے؟ عرض کی ہاں ہیں۔ فرمایا: بتاؤ، اگر مکان سے باہر تمہیں سمجھوں تو دونوں پہنو گے؟ عرض کی ہاں، فرمایا: تو کیا اللہ کے دربار کے لیے زینت زیادہ مناسب ہے یا لوگوں کے لیے؟ عرض کی اللہ کے لیے۔ (79)

افضل یہ ہے کہ عمامہ شریف پہن کر نماز پڑھے، ورنہ کم از کم ٹوپی وغیرہ ضرور پہنے کہ یہ بھی زینت نماز سے ہے۔ لیکن اگر خشوع و خضوع اور اللہ عز وجل کی بارگاہ میں تذلل اور عاجزی و انکساری کا اظہار مقصود ہو تو ننگے سر نماز میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں: سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہونا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہ تنزیہی ہے۔۔۔۔ اور اگر خشوع و خضوع کے لیے سر بر ہنہ پڑھی تو مستحب ہے۔ (80)

پانچواں ذریعہ:

نماز شروع کرنے سے پہلے ہر اس چیز کو اپنے ظاہر و باطن سے دور کر دیں، جو خشوع و خضوع کے حصول میں رکاوٹ کا سبب بن سکتی ہو۔ مثلاً اگر گرمی ہے تو پنکھا چلائیں، استنجاء کی حاجت ہے تو اس سے بھی فراغت حاصل کر لیں، بھوک لگ رہی ہے تو پہلے کھانا کھالیں، پیاس کی طلب ہے تو پانی پی لیں۔ نیز جس مقام پر نماز ادا کرنا مقصود ہے وہاں کوئی ایسی چیز نہ رکھیں جو دوران نماز آپ کی توجہ اپنی جانب مبذول کروا سکتی ہو، اللہ عز وجل کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿وَإِذَا أَطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (81)

79- مصنف عبدالرزاق، باب ما یكفی الرجل من الثیاب، ج ۱، دار الفکر، بیروت

80- بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 87، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم لوگوں کے سامنے ننگے سر نماز پڑھنا شروع کر دیں اور کہیں کہ ہم بطور تذلل ایسا کرتے ہیں بلکہ لوگوں کے سامنے ظاہر سفت پر عمل پیرا ہے۔

81- النساء: 103/4

ترجمہ: ”پس جب تم اطمینان کی حالت میں آ جاؤ تو پھر نماز کو قائم کرو۔“
رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَا يَدْخُلَنَّ أَحَدُكُمْ الصَّلَاةَ وَهُوَ مُقَطَّبٌ وَلَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ غَضْبَانٌ“ (82)

یعنی، ”جب تم میں سے کوئی حالتِ اضطراب میں ہو تو (ابھی) نماز شروع نہ کرے، اور غصے کی حالت میں بھی نماز نہ پڑھے۔“

ایک مقام پر عبد اللہ بن ارقم ؓ سے مروی ہے، ارشاد فرمایا:

”إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيَذْهَبْ إِلَى الْخَلَاءِ“ (83)

یعنی، جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کر رہا ہو، اور نماز کے لیے اقامت بھی کہہ دی جائے تو اسے چاہیئے کہ پہلے بیت الخلاء جائے۔
یاد رکھیے! صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے ہوئے بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں: نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر ان چیزوں کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے شروع ہی ممنوع و گناہ ہے، قضائے حاجت مقدم ہے اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت کی رعایت مقدم ہے، نماز پڑھ لے۔ اور اگر اثنائے نماز میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب ہے، اور

82- قوت القلوب ج 2 ص 97 کتاب الصلوة۔ احیاء ص 208

83- کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلوة، قسم الاقوال، الباب الاول، الفصل الثالث، الفرع الثالث فی آداب الصلوة، رقم 20062، ج 7، ص 211

اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار ہوا۔ (84)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا وَضَعَ الْعِشَاءَ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَبْدَأْ بِإِلْعَاشَاءِ“ (85)

یعنی، ”جب کھانا لگا دیا جائے (اور کھانے کی طلب صادق ہو) نیز نماز کیلئے اقامت کہی جائے تو پہلے کھانا کھاؤ۔“

حجۃ الاسلام، امام غزالی فرماتے ہیں:

اگر وقت تنگ ہو یا کھانا لگ جانے کے باوجود دل سکون میں ہو، تو اب پہلے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (86)

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی الشیر فرماتے ہیں:

پس ان دونوں صورتوں میں نماز کو کھانے پر مقدم کرنا جائز ہے، (87) اور مقصود دل کو مصروفیات سے فارغ کرنا ہے تاکہ وہ اپنے رب کے سامنے مقام عبودیت میں خشوع و خضوع کے ساتھ سب سے زیادہ کامل حالت پر مناجاة کرے..... اسی حدیث کی تشریح میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں: اور حدیث میں نماز میں خشوع و خضوع کی فضیلت کو اول وقت میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت پر مقدم کیا گیا ہے۔ چنانچہ

84- بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 84، حیا القرآن، بیلی کیشنز، لاہور

85- کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلوة، قسم الاقوال، الباب الاول، فصل فی مفسدات الصلوة ومکروہاتھا ومنذوباتھا، منذوبات الصلوة، الحضور، رقم 22531، ج 8، ص 94، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثانية 1424ھ۔ 2004م

86- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلوة ومہماتھا، الباب الثانی، المنہیات، ص 208، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

87- نوٹ: وقت کی تنگی کی صورت میں نماز کو مقدم کرنا فقط جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے

جب یہ دونوں (یعنی اول وقت میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت اور شروع و خضوع اور فارغ القلبی کے ساتھ نماز کی ادائیگی کی فضیلت) باہم مزاحم ہوں تو اول وقت میں نماز کی ادائیگی پر ایسے راستے (یعنی شروع و خضوع اور فارغ القلبی کے ساتھ نماز کی ادائیگی) کو مقدم کیا جائے گا جو حضور قلب کے لیے وسیلہ بن سکے۔ (88)

حضرت ابو ذرؓ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

”انسان کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی حاجت کو پورا کرے، تاکہ فارغ دل کے ساتھ نماز شروع کر سکے۔“ (89)

چھٹا ذریعہ:

اگر نیند کا بہت زیادہ غلبہ ہو، کہ باوجود کوشش کے آنکھوں میں کھولنے کی سکت نہ ہو اور وقت میں وسعت بھی ہو، تو اولاً کچھ دیر کے لئے سو جائیں، اور نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے اٹھ کر نماز ادا کر لیجیے، حدیث میں ہے:

”جب تم پر نیند غالب ہو تو (کچھ دیر کے لیے) سو جاؤ، کیونکہ اگر اس حال میں نماز پڑھو گے، تو ہو سکتا ہے کہ تم (اللہ عزوجل سے کچھ) مانگنے کے بجائے اپنے آپ کو بُرا بھلا کہنے لگو!“۔ (90)

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

88۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 148، دارالکتب العلمیہ بیروت الطبعة الثالثة

1422ھ۔ 2002م

89۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 143، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثالثة

1422ھ۔ 2002م

90۔ سنن ترمذی، ج 1، ص 264، رقم الحديث 355، دارالکتب العلمیہ الطبعة الاولى

1421ھ۔ 2001م

نماز میں بالتصدد جماعی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں۔ اگر دوران نماز جماعی وسستی اور اؤنگھ وغیرہ آنے لگے تو اسے روکنے کی حتی الامکان کوشش کریں، اولاً دل میں یہ خیال لائیں کہ چونکہ جماعی شیطان کی طرف ہوتی ہے، اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام جماعی سے محفوظ و مامون ہیں، ان شاء اللہ اس خیال سے جماعی دور ہو جائے گی۔ اگر اس خیال کے دل میں جماعی ہونے کی وجہ سے جماعی نہ روک پائیں تو اوپر کے دانتوں سے نچلے ہونٹ کو دبائیں۔ اور اگر اسکے باوجود جماعی نہ رکے تو قیام کی صورت میں دائیں ہاتھ کی پشت اور غیر قیام میں بائیں ہاتھ کی پشت سے جماعی کو روکیں۔ (91)

حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ:

إِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْثِرْ مَا اسْتَطَاعَ“ (92)
یعنی، جب تم میں سے کسی کو نماز میں جماعی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکنے کی کوشش کرے۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص جماعی کو روکنے پر قادر نہ ہو تو منہ پر ہاتھ رکھ کر یا آستین کے ذریعے منہ کو ڈھانپنا مکروہ نہیں ہے۔ یہ صورت حضرت ابو ہریرہؓ کی

91۔ بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 85، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

92۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاة قسم الاقوال، الباب الاول، الفصل الثالث،

الفرع الثاني، مرقاة الصلاة، رقم 20015، ج 7، ص 208، دارالکتب العلمیہ بیروت،

الطبعة الثانية 1424ھ۔ 2004م

اس حدیث سے مستثنیٰ ہے جو اسی باب میں پہلے گزر چکی ہے۔ (93)
اور تحقیق امام ترمذی نے ایک حدیث مرفوع ذکر کی ہے:

”إِنَّ التَّائِبَ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ“

یعنی، بے شک نماز میں جماعی، شیطان کی طرف سے ہے۔

اور اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

”فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَىٰ فِيهِ“

یعنی، ”پس اسے چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے“۔ (94)

اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک جماعی مطلقاً مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور نماز میں زیادہ شدید مکروہ ہے کیونکہ یہ سستی اور کاہلی لاتی ہے اور یہ خشوع کے مانع ہے۔ اور اس کی مثل امام نووی کی کتاب ”المجموع“ میں ہے۔ اور یونہی انگریزی لیما بھی مطلقاً مکروہ ہے اور نماز میں شدید مکروہ ہے کیونکہ یہ غفلت و سستی کی علامت ہے۔ (95)

93۔ وہ حدیث یہ ہے: تَبَعَةُ أَتْبَاءَ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ، الرُّعْفَاتُ وَالنُّعَاسُ وَالْوَسْوَسَةُ وَالنَّشَاؤُ وَالْحُكَاكُ وَالْإِلْفَاتُ وَالْعَبَثُ بِالنَّفْسِ وَزَادَ بَعْضُهُمْ ”السَّهْوُ وَالشُّكُّ“ یعنی، سات چیزیں نماز میں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں، نکسیر پھوٹنا، اُگلہ، وسوسہ، جماعی، کھجلی، ادھر ادھر دیکھنا، اور کسی شے کے ساتھ فعل عیث و بے کار۔ اور بعض لوگوں نے ”سہو اور شک“ کو نیا وہ کیا ہے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثانی، المنہیات، ص 209، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت)

94۔ نوٹ: یہ حدیث ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے ”التَّائِبُ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا أَتَىٰ بِأَحَدِكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُحْطِمْ مَا سَطَعَ“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سنن ترمذی، ج 1، ص 275، رقم الحدیث 370، دار الکتب العلمیہ، الطبعة الاولى 1421ھ۔ 2001م

95۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 148، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثالثة 1422ھ۔ 2002م

ساتواں ذریعہ:

اسی طرح ایسی جگہ نماز پڑھنے سے گریز کریں جہاں ہر طرف نقش و نگار وغیرہ ہوں، کہ ایسے مقام میں نماز پڑھنے سے بھی دوران نماز خشوع و خضوع میں فرق پڑتا ہے۔
حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

نمازی کے لیے مکروہ ہے کہ اس کے سر کے اوپر چھت کی اندر کی جانب یا اس کے اطراف میں یا اس کے سامنے ایسے نقش و نگار ہوں جو اس کو نماز سے غافل کر دیں۔ نماز میں آسمان کی طرف نظر کو اٹھانا مکروہ ہے۔ کیونکہ امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ“

ترجمہ: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی نمازوں میں آسمان کی طرف اپنی نگاہوں کو اٹھاتے ہیں“۔۔۔۔۔؟

پھر اس معاملے میں آپ نے اپنے قول کو شدت کے ساتھ بیان کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”لَيَنْتَهِيَنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَيُخَطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ“ (96)

یعنی، ”انہیں ضرور اس سے روک دیا جائے یا پھر ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی“۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (97)

96۔ صحیح البخاری، الباب 92، رقم الحدیث 750، المكتبة العصرية، بیروت، الطبعة

الثانية 1418ھ۔ 1997م۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 150، دار الکتب

العلمیہ، بیروت، الطبعة الثالثة 1422ھ۔ 2002م

97۔ بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 85، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

”قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي خِمِيصَةٍ ذَاتِ أَعْلَامٍ، فَنَظَرَ إِلَى عِلْمِهَا، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، قَالَ أَذْهَبُوا بِهِمْ الْخِمِيصَةَ إِلَى أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَاتُّوْنِي بِإِنْبِجَابِيَّةٍ، فَإِنَّهَا الْكُتَيْبِيُّ انْفَأَفِي صَلَاتِي“ (98)

یعنی، ”رسول اللہ ﷺ ایک نقشین چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگے، نماز میں آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: یہ چادر ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور اس کی چادر مجھے لا کر دو، کیونکہ اس چادر نے میری توجہ میں خلل ڈال دیا۔“

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز کی جگہ میں مصحف (قرآن مجید) اور تلواری وغیرہ کو نہ رہنے دیتے تھے، کوئی کتاب رکھی ہوتی تو اسے بھی ہٹا دیتے اور اگر کچھ لکھا ہوتا تو مٹا دیتے۔“ (ناکہ دوران نماز خشوع و خضوع میں فرق نہ پڑے)۔ (99)

آٹھواں ذریعہ:

ایسی جگہ نماز پڑھنے سے بھی حتی الامکان احتیاط کریں کہ جہاں لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہو، کہ ان کے آگے سے گزرتے رہنے سے بھی نماز کے خشوع و خضوع میں فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ جب نماز پڑھنے لگیں تو کسی چیز کو سترہ بنانے کے بعد پڑھیں، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ

98۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد باب كراهة الصلوة في ثوب له اعلام، رقم

الحديث 1141، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى 1421ھ۔ 2001م

99۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث، بیان الدواء النافع فی

حضور القلب، ص 217، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

أَحْمَدُ فَلْيَفْعَلْ“ (100)

یعنی، ”تم میں سے جو اس بات کی استطاعت رکھتا ہے ہو کہ اس کے اور قبلے کے مابین کوئی حائل نہ ہو سکے، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔“

اور اگر کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ جسے آپ سترہ بنا سکیں، تو ممکن ہونے کی صورت میں کم از کم

اپنے سامنے ایک خط ہی کھینچ لیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”إِذَا صَلَّي أَحْمَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تَلَقَاءَ وَجْهَهُ شَيْئًا فَلْيَنْصَبْ عَصَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصَا فَلْيَخِطْ بَيْنَ يَدَيْهِ خَطًا، ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ“ (101)

یعنی، ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے چہرے کی سیدھ میں کوئی شے رکھ لے، چنانچہ اسے چاہیے کہ وہ عصا کھڑا کر کے رکھ لے، پس اگر اس کے پاس عصا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے آگے ایک خط کھینچ لے؛ پھر جو بھی اس کے سامنے سے گزرے گا تو اسے نقصان دہ نہیں ہے۔“

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

اگر سترہ کے لیے بھی کوئی چیز نہیں ہے، اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا

موجود ہے تو اسی کو سامنے رکھ لے۔ (102)

100۔ کنز العمال قسم الاقوال، کتاب الصلوة، الباب الثاني، الفصل الاول، الفرع الثالث،

الستر، رقم 19197، ج 7، ص 141

101۔ کنز العمال قسم الاقوال، کتاب الصلوة، الباب الثاني، الفصل الاول، الفرع الثالث،

الستر، رقم 19209، ج 7، ص 142

102۔ بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان، ص 81، ضیاء القرآن پبلی کیشنز،

اردو بازار لاہور

بعض اسلاف نے فرمایا ہے کہ نماز میں چار چیزیں جفا یعنی بُری دماغ پسندیدہ ہیں:

- (۱) (بلا ضرورت) دائیں بائیں توجہ کرنا (۲) چہرے کو پونچھنا (جبکہ گرد وغیرہ لگ جائے)، (۳) کنکریوں کو برابر کرنا... اور (۴) یہ کہ تو ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں لوگ تیرے سامنے سے گزر رہے ہوں۔ (103)

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

دورانِ نماز کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے، مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہ سفت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر۔ اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔ (104)

نواں ذریعہ:

اگر نماز میں آنکھیں بند کرنے سے خشوع و خضوع کی کیفیت میں اضافہ ہوتا ہو، تو بند کر کے وگرنہ کھول کر پڑھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَغْمِضْ عَيْنَيْهِ“ (105)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنی آنکھوں کو بند نہ کرے۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۳۰۵ھ فرماتے ہیں کہ:

صاحب قوت القلوب اور صاحب عوارف المعارف نے ذکر کیا ہے کہ

103۔ قوت القلوب، کتاب الصلوٰۃ، ذکر هیئات الصلوٰۃ وآدابها، ج 2، ص 188، مرکز

احلسنت برکات رضا، پور بنلر کجرات، ہند، الطبعة الاولى 1423ھ۔ 2002م

104۔ بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 84، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

105۔ کنز العمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی، الفصل الثالث، الفرع الثالث،

محظورات متفرقة، رقم 20023، ج 7، ص 208، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة

الثانیة 1424ھ۔ 2004م

بے شک دونوں آنکھیں بھی سجدہ کرتی ہیں، چنانچہ انہیں کھولے رکھنا

چاہیے۔ (106)

ہاں! اگر کسی شخص کو نماز میں آنکھیں کھلی رکھنے سے توجہ ہٹ جانے کی عادت ہو تو اسے

چاہیے کہ وہ نماز میں اپنی آنکھوں کو بند رکھے، چنانچہ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ:

”جب کوئی شخص ادھر ادھر دیکھنے سے صبر نہ کر پائے تو اسے حکم دیا جائے

گا کہ وہ اپنی آنکھوں کو بند رکھے“۔ (107)

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے، مگر جب کھلی رکھنے میں خشوع نہ ہوتا

ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ (108)

لیکن حالتِ سجدہ میں اپنی آنکھوں کو بند نہ رکھے کہ حدیث میں اس سے ممانعت وارد

ہوئی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”لَا تَغْمِضُوا أَعْيُنَكُمْ فِي السُّجُودِ، فَإِنَّهُ مِنْ فِعْلِ الْيَهُودِ“ (109)

106۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 135، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة

الثالثة 1422ھ۔ 2002م

107۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلوٰۃ، قسم الافعال، الباب الاول، فصل فی

مفسدات الصلوٰۃ ومکروہاتھا و مندوباتھا، مندوبات الصلوٰۃ، الحضور،

رقم 22543، ج 8، ص 95، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثانية 1424ھ۔

2004م

108۔ بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 88

109۔ کنز العمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی، الفرع الثانی،

رقم 19803، ج 7، ص 189، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثانية 1424ھ۔

2004م

یعنی، ”حالت سجدہ میں اپنی آنکھوں کو بند نہ رکھو کہ یہ یہودیوں کا فعل ہے۔“

دسواں ذریعہ:

ہلکے ہلکے اندھیرے اور تنہائی میں نماز پڑھنے سے بھی خشوع و خضوع میں اضافہ ہوتا ہے۔ بلکہ خاص طور پر تنہائی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کے سلسلے میں فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

”مَنْ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ فِي خَلَا لَا يَرَاهُ إِلَّا اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ، كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ“ (110)

یعنی، ”جو تنہائی میں دو رکعت اس طرح پڑھے، کہ اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے، اس کے لیے جہنم سے برأت (آزادی) لکھ دی جاتی ہے۔“

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:

مسئلہ: اگر اندھیرے میں نماز پڑھیں، تو اس بات کا خیال رہے کہ اندھیرا بہت زیادہ نہ ہو، کیونکہ اتنے سخت اندھیرے میں نماز پڑھنا، کہ جس سے وحشت آتی ہو؛ مکروہ تحریمی ہے۔ (111)

گیارہواں ذریعہ:

سورۃ فاتحہ اور جو سورتیں یا آیتیں بار بار یا اکثر اوقات پڑھتے ہوں، ان کے معانی یاد کر لیں۔ پھر تنہا یا جماعت نماز پڑھتے ہوئے عربی عبارات کے معانی پر بھی غور کرتے چلے جائیں۔

حصولِ خشوع و خضوع کے اسباب میں سب سے بڑا سبب کلام باری تعالیٰ میں غور و فکر

110۔ کنز العمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول، الفصل الثانی، فضائل الصلوۃ

من الاکمال 19015، ج 7، ص 125

111۔ بہار شریعت، ج 1، حصہ 3

کرنا ہے، چنانچہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَوْ أَنزَلْنَاهُ الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ﴾ (112)

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو ضرور ٹوٹا سے دیکھتا حالتِ خشوع میں یعنی جھکا ہوا، پاش پاش ہونا اللہ کے خوف سے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے علماء میں سے ان ایمان لانے والوں کی تعریف و توصیف اس وصف سے فرمائی ہے کہ وہ اس قرآن کو سنتے وقت خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذْ يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا وَيَقُولُونَ سُبْحَنَ رَبِّنَا إِنَّ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَسْكُونُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا﴾ (113)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہیں اس (قرآن) کے پہلے سے علم ملا، جب ان پر یہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو۔ بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا اور ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں روتے ہوئے، اور یہ قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کرتا ہے۔

اور وہ لوگ جو کلام باری تعالیٰ کی سماعت و تلاوت کے وقت خشوع و خضوع اختیار نہیں کرتے، اللہ عزوجل نے ان کی ندمت میں ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ

112۔ الحشر: 21/59

113۔ الاسراء: 107/17-109

عَلَيْهِمْ إِلَّا مَذَاقُ قُلُوبِهِمْ وَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ فَيَسْقُونُ ﴿114﴾

ترجمہ: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خشوع اختیار کریں، اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اُترا، اور ان جیسے نہ ہوں جنہیں پہلے کتاب دی گئی، پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے، اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

بلکہ اللہ عزوجل نے اپنی یاد سے غافل سخت دل لوگوں کے لیے وعید کے طور پر ارشاد فرمایا:

﴿قَوْلٌ لِّلْغَيْبِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ أَوْلَيْكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (115)

ترجمہ: پس خرابی ہے ان کے لیے جن کے دل اللہ کی یاد کی طرف سے سخت ہو گئے، وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَنَّ الْعَبْدَ لَيَصِلَى الصَّلَاةَ لَا يُكْتَبُ لَهُ سُنُّهَا وَلَا عُشْرُهَا وَإِنَّمَا يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنْ صَلَاتِهِ مَا عَقَلَ مِنْهَا“ (116)

”بے شک بندہ نماز پڑھتا ہے، لیکن اس کے لیے اس کا چھٹا حصہ بلکہ دسواں حصہ (ثواب) بھی نہیں لکھا جاتا، بندے کے لئے نماز سے وہی کچھ ہوتا ہے، جسے وہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔“

حضرت علی المرتضیٰ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

ایسی عبادت کا کچھ فائدہ نہیں کہ جسے سمجھانہ جائے، اور ایسی قراءت

114- الحدید: 16/57

115- الزمر: 22/39

116- مسند امام احمد ج 4، ص 321، مرویات عمار بن یامر

کا بھی کوئی فائدہ نہیں، کہ جس میں غور و فکر اور تدبر نہ ہو۔ (117)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

زاهد کی دو رکعتیں، دنیا میں ڈوبے ہوئے شخص کی ہزار رکعتوں سے بھی افضل ہیں۔ (118)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا:

”اے موسیٰ! جب تمہیں میری یاد آئے، تو مجھے یوں یاد کرو کہ اپنے اعضا کو (خیالِ غیر سے) جھاڑ دو، اور میرے ذکر کے وقت خشوع کرنے والے اور مطمئن ہو جاؤ، جب میرا ذکر کرو تو اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر لو“۔ یعنی جو بات کہنا چاہو اس کا مطلب سمجھ کر بولو۔ (119)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

بندہ مؤمن کو یہ جاننا چاہیے کہ اس کی تلاوت اس کی زبان کی کوئیائی ہے اور اس کے معنی اس کے دل کی کوئیائی ہے۔ جیسے ایک شخص کسی دوسرے شخص سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اپنی زبان میں گفتگو کرتا ہے اور اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہے اور جہاں زبان سے بولے بغیر ہی کسی کو مطلب سمجھایا جاسکتا ہو تو وہاں ایسا بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں گفتگو کے بغیر کچھ سمجھانا ممکن ہوتا ہے تو اس وقت پھر زبان ہی

117- احیاء علوم الدین، کتاب آداب تلاوہ القرآن الباب الثالث، ص 374، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

118- اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 181، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الثالثة 1422ھ - 2002م

119- احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث بیان المعانی الباطنة التي تتم بها حياة الصلاة ص 216، المكتبة التجارية دار الخیر، بیروت

اس کی ترجمانی کا حق ادا کرتی ہے۔ لیکن اگر دل کی موافقت کے بغیر زبان سے کچھ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت زبان اس کی ترجمان نہیں ہے اور قراءت کرنے والا متکلم نہیں ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ باری تعالیٰ کے حضور اپنی عرض پیش کرے اور نہ ہی اس صورت میں وہ رب کریم کی طرف متوجہ ہو کر اس کی باتیں سمجھتا ہے۔ بلکہ اس سے ناواقف ہے جو کچھ زبان سے وہ ادا کر رہا ہے بلکہ وہ تو صرف زبان کو حرکت دے رہا ہے حالانکہ تقاضائے حال یہ تھا کہ اس کا کلام اس کے دل سے نکلے یا وہ توجہ سے سنے۔ اہل اللہ اور خاصانِ بارگاہِ الہی کا ادنیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ تلاوت کے وقت ان کا دل ان کی زبان کا ساتھ دے یعنی دل اور زبان دونوں جمع ہوں۔ (120)

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

تلاوت کے معانی کے فہم کے معاملے میں لوگ تین مختلف درجات پر ہیں:

(۱) ان میں سب سے اعلیٰ طبقے والے لوگ وہ ہیں جو متکلم (ذاتِ باری تعالیٰ) کے کلام اور اس کے کلام میں اس کے اوصاف اور اس کے خطاب کے معانی سے اس کے اخلاق کی پہچان اور مشاہدہ کرتے ہیں یہ مقررین میں سے عارفین کا مقام ہے۔

(۲) اور ان لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ مشاہدہ فرماتا ہے اور اپنے لطف و کرم سے ان سے سرکوشی فرماتا ہے، اور اپنے انعام احسان کے ساتھ ان سے خطاب فرماتا ہے پس یہ مقام حیاء و تعظیم ہے اور ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ توجہ سے سننے والے اور سمجھنے والے ہیں، یہ مقام اصحابِ یمن میں سے اہلِ ار کے لیے ہے۔

(۳) اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جنہیں دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے رب عزوجل سے مناجات کر رہے ہیں، ایسے لوگوں کا مقام سوال و تملق ہے اور ان کی حالت طلب و تعلق

والی ہے اور یہ معرفت چاہنے والوں اور مریدین کے لیے ہے۔ (121)

حجۃ الاسلام امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں:

”نماز پڑھنے والا شخص اپنے نفس کو زبردستی اپنی قراءت کے سمجھنے کی طرف متوجہ کرے اور اس کے غیر سے پھیر دے۔ اور اگر وہ نیت کرنے سے پہلے تہیہ کر لے اور وہ نفس کو آخرت کی یاد دلانے کی تجدید کرے گا، اسے مناجات کے لیے کھڑے ہونے کے مقام اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے خطرات اور موت کے بعد والے حالات سے اسے (نفس کو) آگاہ کرے گا تو اس سوچ سے بھی اسے حضور رب پر مدد ملے گی۔“ (122)

بارہواں ذریعہ:

نماز میں قرآن مجید کی قراءت اور دیگر اذکار نماز پڑھتے ہوئے قواعد تجوید کی رعایت کریں اور حتی الامکان ٹھہر ٹھہر کر خوش آوازی کے ساتھ قراءت کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ (123)

ترجمہ: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

”قوت القلوب“ میں قرآن کے احزاب کے ذکر میں ہے کہ سب سے

121۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 243، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثالثة

1422ھ۔ 2002م

122۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث، بیان الدواء النافع

فی حضور القلب، ص 217، المكتبة التحاریر، دار الخیر، بیروت

123۔ المزمّل: 4/73

افضل قراءت ترتیل ہے، اس لیے کہ یہ امر اور رُئُوب (مستحب) کو جامع ہے۔ اور اس ترتیل مدبر و تفکر ہو سکتا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ آل عمران کو ترتیل سے پڑھنا اور ان میں غور و فکر کرنا، مجھے پورا قرآن جلدی جلدی پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (124)

تیرھواں ذریعہ:

ارکان نماز یعنی رکوع و سجود وغیرہ کو سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کریں۔
رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّمَا الصَّلَاةُ تَمْسُكُنْ وَتَوَاضِعُ“ (125)

یعنی، ”بے شک نماز، سکون اور تواضع کا نام ہے۔“

حضرت اُمّ رومان جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں، فرماتی ہیں:
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے نماز میں آگے پیچھے جھولتے دیکھا، تو انہوں نے مجھے اس قدر سختی کے ساتھ ڈانٹا کہ قریب تھا کہ میری نماز ٹوٹ جاتی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے تمام اعضاء کو ساکن رکھے اور نماز میں یہودیوں کی طرح آگے پیچھے ہلے نہیں، کیونکہ تمام اعضاء کو ساکن رکھنا نماز کی

124۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 246، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الثالثة 1422ھ۔ 2002م

125۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع، ص 200، المكتبة التجارية دارالخیر، بیروت

تکمیل سے ہے۔“ (126)

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں:
دسپنے، بانیں جھومنا مکروہ ہے، اور تراویح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سنت ہے۔ (127)

وہ لوگ جو رکوع و سجود میں سکون اور اطمینان اختیار نہیں کرتے، اور مرغ کے ٹھونگے مارنے کی طرح جلدی جلدی ناقص طور پر رکوع و سجود ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان تشویش نشان ہے:.....؟

”انسان، ساٹھ برس تک نماز پڑھتا رہتا ہے لیکن اس کی کوئی نماز بارگاہ الہی عزوجل میں مقبول نہیں ہوتی، کیونکہ وہ رکوع اور سجود کو پورے طور سے ادا نہیں کرتا ہے۔“ (128)

اور گزشتہ صفحات میں ذکر کردہ ایک حدیث پاک میں ایسے لوگوں کو نماز کا چور قرار دیا گیا ہے، نیز ایسے لوگ من جملہ ان لوگوں میں سے ہیں، جن کے بارے میں ایک مقام پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”كَمْ مِنْ قَائِمٍ حَظْلُهُ مِنْ صَلَاتِهِ التَّعَبُ وَالنَّصَبُ“ (129)

یعنی، ”کتنے ہی (نماز میں) قیام کرنے والے ایسے ہیں، کہ جنہیں ان کی نماز سے تھکاوٹ اور مشقت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

126۔ نواہد الاصول، ج 2، ص 171، دارالریان التراث الفاہرہ، 1408ھ

127۔ بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ص 88، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور

128۔ الزواجر عن اقتراف الكبائر، الکبيرة التاسعة والسبعون، ج 1، ص 262، دارالحديث، قاہرہ 1423ھ۔ 2002م

129۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث، بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب، ص ۲۱۲، المكتبة التجارية دارالخیر، بیروت

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

”لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى الرَّجُلِ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ بَيْنَ رُكُوعِهِ
وَسُجُودِهِ“ (130)

یعنی، ”اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس شخص کی نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو
رکوع سجود کے درمیان اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔“

حضرت حذیفہ بن یمان ؓ نے ایک شخص کو دیکھا، جو نماز پڑھتے ہوئے رکوع و سجود
پورے ادا نہیں کر رہا تھا، تو آپ نے اس سے فرمایا:

”تم نے جس طرح (ناقص طور پر) نماز پڑھی ہے، اگر اسی نماز کی
حالت میں انتقال کر جاؤ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طریقہ پر تمہاری
موت واقع نہ ہوگی“!!۔ (131)

ایک شخص نے نماز پڑھی اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور سلام عرض کیا، آپ
نے اس کے سلام کا جواب دے کر ارشاد فرمایا: واپس جا! نماز کو دوبارہ پڑھ، کیوں کہ
جو نماز تو نے پڑھی، وہ نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ اس شخص نے دوبارہ نماز پڑھ کر حضور ﷺ کی
بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر دوبارہ ارشاد فرمایا:
واپس جا! نماز کو دوبارہ پڑھ کیوں کہ جو نماز تو نے پڑھی وہ نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ تیسری
مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا، جب آپ نے تیسری مرتبہ نماز لوٹانے کا کہا، تو اس نے عرض کیا یا رسول

130۔ کنز العمال، قسم الاقوال، کتاب الصلوة، الباب الثاني، الفصل الثاني، الفرع الاول،
رقم 19754، ج 7، ص 186، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية 1424ھ۔
2004م

131۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاة، قسم الافعال، الباب الاول، فصل فی
مفسدات الصلاة ومكروهااتها ومنذوباتها، منذوبات الصلاة، الحضور،
رقم 22537، ج 8، ص 95، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية 1424ھ۔
2004م

اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری نماز میں کونسا عیب ہے؟ فرمایا: تم میں سے کسی کی نماز نہیں ہوتی
یہاں تک کہ وہ کامل وضو کرے، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے، وہ اپنا چہرہ اور کہنیوں سمیت
دونوں ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئے، پھر اللہ اکبر کہے اور اللہ کی
حمد بزرگی بیان کرے، اور جو اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے، وہ نماز میں اتنا
پڑھے جتنا اسے آسانی ہو۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے
یہاں تک کہ اس کے اپنے عضو کے تمام جوڑ اپنی جگہ پر آجائیں اور ڈھیلے ہو جائیں۔ پھر صبح
اللہ لمن حمد کہہ کر کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ اس کے جسم کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجائے، اور اپنی
پشت سیدھی رکھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور ز میں پر ماتھے کو خوب ٹکائے
یہاں تک کہ اس کے اپنے عضو کے تمام جوڑ اپنی جگہ پر آجائیں اور ڈھیلے ہو جائیں
پھر تکبیر کہہ کر سر کو اٹھائے اور اپنی مقعد پر بیٹھے لیکن پشت سیدھی رکھے اسی طرح
نماز ادا کرے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے، پھر فرمایا: تم میں سے کسی نماز اس وقت
تک نہ ہوگی جب تک کہ اس طرح نہ پڑھے۔ (132)

بلکہ نماز کے لئے آتے ہوئے بھی سکون و اطمینان کے ساتھ آئیں، چنانچہ یحییٰ بن کثیر
رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں مجھے عبد اللہ بن ابوقنادہ ؓ نے خبر دی کہ حضرت
ابوقنادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

”يَسْمَعُ نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعَ جَلْبَةً، فَقَالَ:
مَا شَأْنُكُمْ، قَالُوا: اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا، إِذَا
اتَّيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ، فَمَا أَذْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا
سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا“ (133)

132۔ الزواجر عن اقتراف الكبائر، الكبيرة التاسعة والسبعون، ج 1، ص 264، دار الحديث،
قاهرہ ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲م

133۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، رقم الباب 213، رقم الحديث 1264، دار الكتب
العلمية، بيروت، الطبعة الاولى 1421ھ۔ 2001م

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے آپ نے دوڑنے کی آواز سنی، نماز کے بعد آپ نے پوچھا کیا بات ہے ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا ہم نے نماز کے لیے جلدی کی تھی، آپ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کرو، جب تم نماز پڑھنے آؤ تو سکون اور وقار کے ساتھ آؤ، جو (رکعات) تمہیں مل جائیں انہیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں انہیں بعد میں پورا کر لو۔

چودھواں ذریعہ:

نماز کی سنن اور اس کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے، ارکان نماز کی ادائیگی کی کوشش کریں۔

نماز کے سنن و آداب اور خشوع و خضوع کی اہمیت واضح کرتے ہوئے حجۃ الاسلام، امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں:

”انسان باطنی معنی اور ظاہری اعضاء کے بغیر، کامل و جوہر انسانی نہیں ہوتا۔ باطنی معنی، حیات اور رُوح ہے، اور ظاہر میں اعضاء کے جسم ہیں۔ پھر ان میں سے بعض اعضاء کے باقی نہ رہنے سے انسان بھی ختم ہو جاتا ہے جیسے دل، جگر، دماغ اور ہر وہ عضو جس کے فوت ہونے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور بعض اعضاء کے باقی نہ رہنے سے زندگی ختم نہیں ہوتی، لیکن زندگی کے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں مثلاً آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان۔

اور بعض اعضاء کے ختم ہوجانے سے زندگی ختم ہوتی ہے اور نہ مقاصد حیات بلکہ اس سے حُسن میں فرق پڑتا ہے؛ جیسے اُردو، داڑھی، پلکیں اور اچھا رنگ وغیرہ۔ اور بعض سے حُسن و جمال ختم تو نہیں ہوتا لیکن حُسن کامل نہیں رہتا؛ جیسے اُردوؤں کا ٹیڑھا ہونا، داڑھی اور پلکوں کے بالوں کی سیاہی، اعضاء کی خلقت میں تناسب اور رنگ میں سرخی اور سفیدی کا امتزاج۔

تو یہ مختلف درجات ہیں، اسی طرح عبادت بھی ایک صورت و شکل ہے جو شریعت نے

متعین کی ہے اور ہم اس کے ذریعے تعمیل حکم خداوندی کرتے ہیں۔ اس (نماز) کی روح اور باطنی زندگی، خشوع، نہایت، دل کی حاضری اور اخلاص ہے..... تو رکوع، سجدہ، قیام اور تمام ارکان نماز، دل، سر اور جگر کی طرح ہیں؛ کیونکہ ان کے فوت ہوجانے سے نماز کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

اور جن سُنّتوں کا ہم نے ذکر کیا ہے، یعنی ہاتھوں کو اٹھانا، ثناء پڑھنا، قعدہ اولیٰ (یہ ہم احناف کے نزدیک واجب ہے) یہ ہاتھوں، آنکھوں اور پاؤں کی طرح ہیں؛ ان کے فوت ہونے سے نماز کی صحت اگرچہ ختم نہیں ہوتی جیسے ان اعضاء کے نہ ہونے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی لیکن ان اعضاء کے نہ ہونے کی وجہ سے، انسان بدنما ہو جاتا ہے، اور اس میں (کسی کے لیے) دلچسپی نہیں رہ جاتی۔

اسی طرح جو آدمی نماز میں کم درجے والی بات پر بھی اکتفاء کرے گا، وہ اس شخص کی طرح ہے، جو کسی بادشاہ کی خدمت میں ایک زندہ غلام تحفے کے طور پر پیش کرے، لیکن اس (غلام) کے اعضاء گٹے ہوئے ہوں۔

جہاں تک مستحبات کا تعلق ہے تو وہ سُنّتوں کے علاوہ ہیں، اور اسباب حُسن مثلاً اُردوؤں، ڈاڑھی، پلکوں اور اچھے رنگ، کی طرح ہیں۔ نماز کی سُنّتوں میں جو اذکار ہیں، وہ حسنِ صلوٰۃ کی تکمیل کا باعث ہیں؛ جیسے پلکوں کا کول ہونا اور ڈاڑھی کی کولائی وغیرہ۔

پس نماز تیرے پاس اللہ تعالیٰ کے قُرب کا ذریعہ ہے، اور ایسا تحفہ ہے جس کے سبب تو تمام بادشاہوں کے بادشاہ عز و جل کی بارگاہ میں قُرب حاصل کرتا ہے۔ جیسے کوئی شخص جو بادشاہوں کا قُرب حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے، وہ ان کی بارگاہ میں کوئی غلام (یا کوئی اور بیش قیمت تحفہ) پیش کرتا ہے۔ اور یہ تحفہ (نماز) تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ (اور کرم بالائے کرم یہ ہے کہ) پھر بہت بڑی پیشی کے دن (یعنی بروز قیامت) تیری طرف کوٹا دیا جائے گا۔ اب تجھے اختیار حاصل ہے کہ اس (نماز) کو اچھی صورت میں پیش کرے یا اچھی

صورت میں پیش نہ کرے۔ اگر تُو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی نماز کو) اچھی صورت میں پیش کرے گا، تو اس میں تیرا ہی فائدہ ہوگا، اور اور دوسری صورت میں تو اس میں تیرا ہی نقصان ہے۔

تیرے لیے مناسب نہیں کہ تُو فقہ سے فقط اتنا ہی حاصل کرے کہ تیرے لیے سنت اور فرض کے درمیان امتیاز قائم ہو جائے، اور سنت کے اوصاف میں سے تُو صرف اتنی بات سمجھے کہ اس کا چھوڑنا جائز ہے، چنانچہ تُو اسے چھوڑ دے۔ یہ تو طبیب کے اس قول کے مشابہ ہو گا کہ آنکھ پھوڑ دینے سے آدمی کا وجود باطل نہیں ہوتا، لیکن وہ اس بات سے خارج ہو جاتا ہے کہ اگر اُسے بادشاہ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا جائے تو وہ اسے قبول کرے گا۔

اسی طرح سنن و مستحبات کے مراتب کو بھی سمجھنا چاہیے۔ انسان جس نماز کا رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کرنا وہی نماز (بروز قیامت) اس سے جھگڑا کرے گی اور کہے گی ”اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے جیسے تُو نے مجھے ضائع کر کے رکھ دیا“۔ (134)

پندرہواں ذریعہ:

نماز میں خشوع و خضوع کے حصول کا ایک مؤثر ذریعہ یہ بھی ہے کہ حالت قیام میں نظر سجدے کی جگہ پر، رکوع میں پاؤں کی انگلیوں پر، تسبیح (سمع اللہ لمن حمدہ) کہتے وقت سینے کی طرف، سجدے میں ناک کی طرف، قعدہ کی حالت میں کود کی طرف، اور سلام پھیرتے ہوئے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو کراٹا کا تین کی بھی نیت کرتے ہوئے اپنے کندھوں پر نظر رکھیں۔ (135)

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

ہمارے اصحاب (احناف) نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ رکوع میں اس کا منعہائے نظر اس کے قدموں کی پشت ہو اور سجدہ میں اس کی ناک کا سرا،

134۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثانی، تمییز الفرائض والسنن، ص 1210، لمکبة التجارية، دار الخیر، بیروت

135۔ حیات اعلیٰ حضرت، ج 1، ص 280، مطبوعہ کتب خانہ حاجی نیاز احمد، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

اور قعدے میں اپنی کود میں رکھے۔ پھر میں نے یہ بات امام بغوی اور متولی علیہما الرحمۃ کے کلام میں بھی دیکھی: اور یہ سب باتیں خشوع کا مقتضی ہیں۔ (136)

نماز میں نظر کہاں ہونی چاہیے؟ اس حوالے سے یہاں پر ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، حضرت علامہ ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک مرتبہ کسی مسجد میں نماز پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے، کہ ایک صاحب نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے، اور حضور کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے۔ جب قیام کیا تو دیوار مسجد کو تاکتے رہے، جب رکوع میں گئے تو ٹھوڑی اوپر اٹھا کر دیوار مسجد کو دیکھتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، اس وقت اعلیٰ حضرت بھی وظیفہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کو پاس بلا کر مسئلہ بتایا کہ نماز پڑھنے میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے، اور فرمایا بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر نگاہ ہونی چاہیے۔ یہ سن کر وہ قابو سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے، واہ صاحب! بڑے مولانا بنتے ہیں میرا منہ قبلہ سے پھیرے دیتے ہیں؟ نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ان صاحب کی سمجھ کے مطابق کے مطابق کلام فرمایا، اور دریافت کیا، تو سجدہ میں کیا کیجیے گا؟ پیشانی زمین پر لگانے کے بعد ٹھوڑی زمین پر لگائیے گا؟ یہ چبھتا ہوا فقرہ سن کر بالکل خاموش ہو گئے، اور ان کی سمجھ میں بات آگئی کہ قبلہ رُو ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قیام کے وقت نہ کہ از اول تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوار مسجد کو تاک کرے۔ (137)

سولہواں ذریعہ:

نماز میں بلا ضرورت ادھر ادھر التفات کرنے سے بچے کہ یہ چیز بھی نماز خشوع و خضوع

136۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 135، دار الکتاب العلمیہ بیروت، الطبعة الثالثة

1422ھ - 2002م

137۔ حیات اعلیٰ حضرت، ج 1، ص 280، مطبوعہ کتب خانہ حاجی نیاز احمد، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

کے رکاوٹ بنتی ہے، اور اللہ عز وجل نماز میں ادھر ادھر التفات کو ناپسند فرماتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

”عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ”إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ بِخِي بَن زَكَرِيَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِخُمْسٍ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهِنَّ وَيَأْمُرَنِي إِسْرَائِيلُ أَنْ يَعْمَلَ بِهِنَّ، فَذَكَرَ مِنْهَا: وَأَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ اللَّهَ يَنْصَبُ وَجْهَهُ لَوَجْهِ عَبْدِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا“ (138)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ عز وجل نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم ارشاد فرمایا کہ وہ ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی حکم دیں کہ وہ ان پر عمل کریں۔ ان باتوں میں سے ایک بات یہ تھی کہ وہ انہیں نماز کا حکم دیں۔ پس اللہ بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے، لہذا جب تم نماز ادا کرو تو ادھر ادھر التفات نہ کیا کرو۔“

نیز اس کے سبب نماز کے ثواب میں بھی کمی ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر التفات کرنے کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”هُوَ اخْتِلَاسٌ يُخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ“ (139)

یعنی، ”یہ شیطان کا چکنا ہے اور چھیننا ہے، بندہ کی نماز میں سے اتنا حصہ

138۔ سنن ترمذی، رقم الحدیث 2863، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولى، 1422ھ۔ 2000م

139۔ الترغیب والترہیب، کتاب الصلوٰۃ، رقم 710، ج 1، ص 251، دار الفکر بیروت 1418ھ۔ 1998م

شیطان اچک لیتا ہے۔“

یعنی حتی الامکان یہ کوشش کرے کہ بلاوجہ ادھر ادھر التفات کرنے سے خود کو بچائیں اور اگر کوئی شیطان کے بھلاوے میں آکر کوئی شخص نماز میں بھول جائے، تو اتنا حصہ ثواب کم کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ، فَإِذَا التَّفَتَ، قَالَ لَهُ الرَّبُّ: إِلَى مَنْ تَلْتَفِتُ؟ إِلَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنْنِي ابْنِ آدَمَ؟ أَقْبِلْ إِلَيَّ، فَأَنَا خَيْرٌ لَكَ مِنْنِي تَلْتَفِتُ إِلَيْهِ“ (140)

یعنی، ”جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اے ابن آدم! کیا وہ تیرے لئے مجھ سے بہتر ہے؟ (جس کی طرف تو دیکھ رہا ہے) میری طرف منہ کر، میں تیرے حق میں بہتر ہوں اس شخص سے جس کی طرف تو نے توجہ کی۔“

حضرت ابو ذر ؓ سے مروی ہے کہ:

قَالَا: لَا يَزَالُ اللَّهُ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَإِذَا التَّفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ“ (141)

یعنی، ”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک بندہ اپنی نماز میں ادھر ادھر التفات نہ کرے۔ پس جب وہ ادھر ادھر التفات کرتا ہے تو اللہ اپنی توجہ اس سے پھیر لیتا ہے۔“

140۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث 4538، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1421ھ

141۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الالتفات فی الصلاۃ، رقم الباب 165، رقم الحدیث 909، ج 1، ص 302، دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الاولى 1418ھ۔ 1997م

شیخ ابوسلمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”جب بندہ خدا نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ”میرے اور میرے بندے کے درمیان جو حجاب ہے اس کو اٹھا دو، اور جب وہ نماز میں ادھر ادھر دیکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ”اس پر دے کو میرے اور اس کے درمیان پھر گرا دو، اور اس کو اس کی پسندیدہ چیز کے لیے (جس کے باعث وہ ادھر ادھر دیکھ رہا ہے) آزاد چھوڑ دو“۔ (142)

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

ہمارے اصحاب کے نزدیک التفات کی تین قسمیں ہیں (۱) التفات مفید۔ اور وہ سینے کو قبلہ سے پھیرنے سے ہوتا ہے (۲) التفات مکروہ۔ اور یہ چہرے کو (قبلہ سے پھیرنے) سے ہوتا ہے۔.... اور (۳) التفات غیر مکروہ، اور یہ آنکھ (کے گوشوں سے) بغیر چہرہ پھیرے ملاحظہ کرنا ہے۔ (143)

ستر ہواں ذریعہ:

ذہن کو دنیاوی تفکرات سے آزاد کر کے نماز پڑھیں۔

حجۃ الاسلام محمد غزالی فرماتے ہیں، بعض صالحین کا کہنا ہے کہ:

142۔ عوارف المعارف، الباب الثامن والثلاثون، ص 190

143۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 148، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثالثة 1422ھ۔ 2002م۔ یہ اگر ضرورت ہو جائے تو غیر مکروہ و اگر نہ مکروہ تزیینی ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر منہ نہ پھیرے، صرف آنکھوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تزیینی ہے اور نہ کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں ہے۔ ج 1، حصہ 3، مکروہات کا بیان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور

”نماز آخرت سے ہے، پس جب تم نماز میں داخل ہو تو دنیا سے نکل جاؤ“۔ (144)

اللہ عز وجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ (145)

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں:

”کہا گیا ہے کہ (اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) جب زیادہ دنیاوی فکر کی وجہ سے نشہ کی سی حالت ہو (تب نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک کہ یہ کیفیت دور نہ ہو جائے)۔

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”اس آیت میں ظاہری معنی مراد ہے، اس میں دنیا کے نشے پر تنبیہ کی گئی ہے، کیونکہ اس کی وجہ یوں بیان کی ”حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ“ اور کتنے ہی نمازی ایسے ہیں جو اگرچہ شراب نہیں پیتے، لیکن دنیاوی تفکرات کی وجہ سے انہیں یہی معلوم نہیں ہوتا؛ کہ وہ نماز میں کیا کہہ رہے ہیں“؟!۔ (146)

144۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الثالث، حکایات واعبار فی

صلاة الخاشعين ص 228، المکتبة التجارية دار الخیر، بیروت

145۔ النساء: 43/4

146۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة ومہماتہا، الباب الاول، فضيلة الخشوع،

ص 200، المکتبة التجارية دار الخیر، بیروت

ایک جگہ قرآن مجید ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَإِذْ كُنَّا نَسْمُو رَبَّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (147)

ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو، اور سب سے جدا ہو کر اسی کے ہور ہو۔

اٹھارہواں ذریعہ:

چونکہ خشوع و خضوع کا اصل مقام دل ہے، اس لیے خفی الامکان ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے قلب و باطن میں بھی خشوع و خضوع کو لازم کرنے کی کوشش کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اعشاء میں ظاہری طور پر تو خشوع و خضوع ہو لیکن باطن میں اس کا نام و نشان نہ ہو؛ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَامِكُمْ، وَلَا إِلَى صُورَتِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ“ (148)

یعنی، ”بے شک اللہ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف نظر فرماتا ہے۔“

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ خُشُوعِ النِّفَاقِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! وَمَا خُشُوعُ النِّفَاقِ؟ قَالَ: خُشُوعُ الْبَاطِنِ وَنِفَاقُ الْقَلْبِ“ (149)

147۔ المزمّل: 8/73

148۔ ریاض الصالحین، باب الاخلاص، رقم الحدیث 7، ص 22، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

149۔ کنز العمال فی سنن الاقوال، کتاب الصلاة قسم الافعال، الباب الاول، فصل فی مفسدات الصلاة و مکروہاتھا و مندوباتھا، مندوبات الصلاة، مکروہات متفرقة، رقم 22520، ج 8، ص 93، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثانية، 1424ھ۔ 2004م

یعنی، ”نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ طلب کرو، صحابہ کرام نے پوچھا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نفاق کا خشوع کیسا ہوتا ہے؟ آپ نے

ارشاد فرمایا: بدن میں خشوع ہوتا ہے اور دل میں نفاق ہوتا ہے۔“

اسی مفہوم کا ایک قول حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے بھی مروی ہے کہ آپ نے دیکھا

کہ ایک شخص گردن جھکا کر نماز پڑھ رہا ہے، حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمایا:

اے گردن والے اپنی گردن اوپر اٹھاؤ خشوع گردنوں میں نہیں ہوتا،

خشوع دل میں ہوتا ہے۔“ (150)

حضرت ابو درداءؓ نے ارشاد فرمایا:

”نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو، ان سے پوچھا گیا نفاق کا

خشوع کس طرح ہوتا ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا: جسم (بظاہر) خوف

خدا عزوجل میں کانپ رہا ہو اور دل میں خوف خدا نہ ہو۔“ (151)

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں:

”تم اپنے دل پر خشوع و خضوع کو لازم کرلو، کیونکہ خشوع و خضوع کے

نتیجے میں ہی آدمی ظاہری اور باطنی (دنیاوی) توجہ سے بچ سکتا ہے، اور

جب باطن میں خشوع پیدا ہوگا، تو ظاہری طور پر بھی خشوع و خضوع آئے

گا۔“

رسول اکرم ﷺ نے ایک نمازی کو دوران نماز، اپنی داڑھی سے کھیلتے دیکھا، تو فرمایا:

”لَوْ خَشَعَ قَلْبُهُ لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهُ“ (152)

150۔ مدارج السالکین ج 1، ص 559، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1405ھ

151۔ کتاب الزہد امام احمد، ص 182، مکتبہ دار الباز، سعودی عرب 1414ھ

152۔ الرسالة الفشیریة باب الخشوع والتواضع، ص 182، دار الکتب العلمیہ، بیروت 1418ھ۔ 1998م

یعنی، ”اگر اس شخص کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا۔“

کیونکہ رعایا تو حکمران کے حکم پر چلتی ہے، اسی لئے حدیث پاک میں دعا آئی ہے: ”اے اللہ عزوجل! حاکم اور اس کی رعایا، دونوں کو درست فرما دے“ حاکم سے مراد دل اور رعایا سے جسمانی اعضاء ہیں۔“ (153)

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

دل راعی و نگہبان ہے اور اعضاء اس کی رعیت ہیں پس جب راعی صالح ہو جائے تو رعیت بھی صالح ہو جاتی ہے اور یہ معنی اگرچہ عجیب و غیر مانوس ہے لیکن اس کے موافق یہ حدیث ہے:

”أَلَا إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، إِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ“ (154)

یعنی، ”بے شک جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹوٹھڑا ہے کہ اگر وہ سدھر گیا تو پورا بدن سدھر جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔“

اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اجساد و ارواح کے مابین رابطہ ربانیہ اور روحانی علاقہ رکھا ہے۔ پس ان میں سے ہر ایک اپنے صاحب سے اور اس کا اثر قبول کرتا ہے، چنانچہ جب دل خشوع پذیر ہوتا ہے تو اس کا اثر اعضاء میں بھی ہوتا ہے اور اعضاء بھی خشوع پذیر ہو جاتے ہیں، روح صفا ہو جاتی ہے اور نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے اور جب دل طاعت میں مخلص ہو جاتا

153۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة و مهماتها، الباب الثالث، بیان تفضیل مانیعی

ان یحضر فی القلب ص 224، المكتبة التجارية دار الخیر بیروت

154۔ بخاری، رقم 52، مسلم، رقم 4070

ہے تو اعضاء کو اپنے مصالح میں استعمال کرتا ہے۔ (155)

حجة الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں:

(نماز میں) دل کی حاضری سے مراد یہ کہ نمازی نے جس سے تعلق قائم کر رکھا ہے اور اس سے ہم کلام ہے، اس کے غیر سے دل کو فارغ کر دے۔ یعنی دل کو قول و فعل دونوں کا علم ہو، اور ان دو باتوں کے علاوہ کی طرف اس کی فکر نہ دوڑے۔ اور جب اس عمل کے غیر سے فکر ہٹ جائے گی اور اس عمل کی یاد ہی باقی ہوگی اور اس عمل کی کسی بات سے غفلت نہ ہوگی، تو دل کی حاضری حاصل ہو جائے گی۔“ (156)

انیسواں ذریعہ:

ظاہری طہارت کے ساتھ ساتھ دل کی طہارت و پاکیزگی بھی خشوع و خضوع کے لیے لازمی ہے، چنانچہ حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی فرماتے ہیں:

طہارت دو قسموں پر ہے صغریٰ، کبریٰ۔ پس طہارت صغریٰ کے متعلق تین چیزیں ہیں جگہ، کپڑے اور بدن۔ اور ان سے حدث اور ناپاکی دور کی جائے گی۔ اور کبریٰ کے متعلق دل ہے، اور اس سے بُری صفات دور کی جائیں گی۔ پہلی قسم میں ناپاکی کو زائل کرنے والی چیز پانی ہے اور دوسری قسم میں توبہ۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ پہلی قسم فقہاء کا حصہ ہے چنانچہ وہ اس سے اپنی نظروں کو متجاوز نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ دلوں کو چیر نہیں سکتے اور دوسری قسم خاشعیں یعنی خشوع و خضوع کرنے

155۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 147، دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الثالثة

1422ھ۔ 2002م

156۔ احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاة و مهماتها، الباب الثالث، بیان المعانی الباطنة

التي تتم بها حياة الصلاة ص 214، المكتبة التجارية دار الخیر بیروت

والوں کا حصہ ہے۔“ (157)

بیسواں ذریعہ:

دل پر وارد ہونے والے خیالات کی پہچان کے بعد دورانِ نماز مناسب خیالات سے اپنے آپ کو بچائیں۔

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

جان لو کہ بے شک جو دلی خطرات نماز پڑھتے ہوئے نمازی کے دل پر وارد ہوتے ہیں، ان کی چند اقسام ہیں:

(۱) بعض اوقات کسی اچھی بات کا خیال دل میں گزرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اسے جلدی بجالائے، یہ خیال اللہ کے نزدیک تمام اشیاء میں سے محبوب ترین ہے۔

(۲) کبھی مکروہ و مبغوض امر کا خیال دل میں آتا ہے، اسے چاہیے کہ اس سے اجتناب کرے کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو اسے اللہ کے قُرب سے دُور کر دے گی۔

(۳) بعض دفعہ خوش کن یا غم میں ڈالنے والی (دنیاوی) چیزیں جو ماضی میں ہوئیں یا ابھی مستقبل میں آئیں گی، کا خیال دل میں گزرتا رہتا ہے۔ یہ دشمنِ شیطان کی طرف سے وسوسہ ہے، چنانچہ اس سے بھی احتراز کرے۔

(۴) یونہی امرِ معاش، حالات کا اُتار چڑھاؤ اور مباح اُمور کی تدبیریں دل میں آتی رہتی ہیں، تو یہ نفس کی طرف سے ہے اور یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے، اور یہ اللہ کی بارگاہ سے حجاب اور اعراض کی علامت ہے، پس جب نمازی اپنی نماز میں ان احوال میں مبتلا ہو جائے تو وہ چاکنا و خبردار ہو جائے۔ چنانچہ اس پر لازم ہے کہ وہ انہیں دُور کرنے کی کوشش کرے، اور اپنی عقل کو اس کی طرف متوجہ نہ کرے کہ وہ خیال دل میں غلبہ پاسکتا ہے (اور یوں نماز کی طرف سے اس کی توجہ ہٹ سکتی ہے، اگر کوشش کے باوجود کسی

157۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 219، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، الطبعة

الثالثة 1422ھ۔ 2002م

چیز کا خیال دل میں آجائے تو) اس خیال کو طویل نہ ہونے دے کہ یہ طوالتِ خیال اسے ذکر و بیداری سے جہالت و غفلت کی وادی میں پھینک سکتی ہے۔ اور ہر وہ عمل جو ممنوع ہو اس میں ہمت لگا دینا بھی ممنوع ہوتا ہے اور اس سے دُور رہنا فرض ہے، ہر عملِ مباح میں ہمت لگا دینا مباح ہے اور اس سے دُوری افضل ہے۔

ایسے اچھے کام جنہیں آئندہ کرنے کا خیال اس کے دل میں پیدا ہو تو اسے چاہیے کہ فی الوقت ان کی نیت کر لے اور نماز میں مشغول رہے۔ اور ان کاموں کی تدبیر میں مشغول نہ ہو کہ وہ کیسے ہوں گے؟ یا کب ہوں گے؟ اور وہ انہیں کہاں کرے گا؟ وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اگر انہیں خیالوں میں رہے گا تو آئندہ کیسے جانے والے کاموں کے چکر میں موجودہ خوش بختی کو فوت کر بیٹھے گا۔ اور یہ اس کے دشمن یعنی شیطان کی طرف سے چوری اور اس سے شیطان کی دھوکہ بازی ہے۔ پس اگر یہ نمازی فکر کے پیچ و خم سے بچنے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے اور اپنے دشمنِ شیطان کی طرف سے، اپنے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کے قطع کرنے میں مقاتلہ کرتا ہے تو یہ اللہ عز و جل کی راہ کا مجاہد اور اس کے دشمنوں سے مقاتلہ کرنے والا ہے اور اس کے لیے دواجر ہیں۔ ایک تو اللہ کی ذاتِ کریم کا تقرب حاصل کرنے کے لیے نماز ادا کرنے کا ثواب اور دوسرا اس ذاتِ کریم کے دشمن سے جنگ کرنے کا اجر۔ پس یہ دلی خطرات کا حکم تھا (جو بیان ہو چکا)۔ (158)

اکیسواں ذریعہ:

ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز تھوکر کے پڑھیں۔

رسولِ اکرم ﷺ نے اس شخص سے جس نے آپ سے وصیت طلب کی تھی ارشاد فرمایا:

”وَإِذَا صَلَّيْتَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُؤَدَّعٍ“ (159)

158۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 236-237، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، الطبعة

الثالثة 1422ھ۔ 2002م

159۔ مسند امام احمد رقم الحدیث 23498، مرویات ابی یوسف انصاری، دار الفکر، بیروت

یعنی، ”جب تم نماز پڑھو تو اکو داع کہنے والے کی طرح نماز پڑھو“۔

یعنی اس طرح نماز ادا کرو جیسے کوئی شخص اپنی زندگی، اہل و عیال اور مال و منال کو چھوڑ کر اپنے مالک و مولیٰ عز و جل کی جانب سفر اختیار کرنے والا ہو۔

حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ فرماتے ہیں:

حضرت معاذ بن جبل ؓ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! جب تم نماز ادا کرو تو اوداع کہنے والے کی طرح نماز ادا کرو، تمہیں یہ گمان نہ ہو تم پھر کبھی نماز کی طرف لوٹ سکو گے، اور اے میرے پیارے بیٹے! یاد رکھو کہ بے شک بندہ مؤمن دو اچھائیوں کے درمیان ہو کر دنیا سے جاتا ہے ایک اچھائی کو وہ مقدم کر چکا ہے اور ایک اچھائی کو اس نے مؤخر کر رکھا ہے۔ (160)

بائیسواں ذریعہ:

اپنی زندگی کو گناہوں کی آلودگی سے پاک رکھنے کی کوشش کریں۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (161)

ترجمہ: پس جو اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے۔

تفسیر نعیمی میں ہے:

”جو مومن تجلیات جمال سے اللہ عز و جل کا ایسا اثر ب نورانی اور وصل روحانی چاہتا ہے، کہ مثل ”قَابُ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ“ ہو جائے، تو فناء

160۔ اتحاف السادة المتقين، ج 3، ص 259، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة

الثالثة 1422ھ۔ 2002م

161۔ الکہف: 61/18

نفس امارہ اور خصائلِ رذیلہ (برے اقوال و افعال) کو ختم کر کے اعمالِ صالحہ شروع کرے، کیونکہ رذائلِ نفس، اعمالِ صالحہ کو بگاڑ دیتے ہیں۔ ہر عمل فناءِ نفس امارہ کے بعد ہی اچھا، صالح اور قابل قبول بنتا ہے۔ (162)

مذکورہ بالا آیت کی دوسری طرح سے ذکر کردہ تفسیر میں ہے:

”جو بندہ مومن اپنے رب عز و جل سے ملنے، قریب ہونے، مقرب بارگاہ ہونے کی تمنا کرتا ہے، تو اس کو چاہیے کہ عالمِ ذوق و شوق میں، گوشہء خلوت و جلوت میں، حالتِ عسرت و سرت (تنگی و آسانی) میں، طریقتِ احمدی و شریعتِ محمدی ؐ کے مطابق اچھے اعمال کرے“۔ (163)

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

نماز پڑھنے والا چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے (۱) نفس کی فناء (۲) طبع کا خاتمہ (۳) باطن کی صفائی، اور (۴) مشاہدہ کمال۔ (164)

اس پُر فتن دور میں باعمل و باکردار مسلمان بننے کے لئے اچھی صحبت بہت ضروری ہے۔ اور اچھے دوستوں کی نیک صحبت کا میسر ہو جانا، اللہ عز و جل کا فضل عظیم ہے۔

چنانچہ رسول اکرم ؐ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا رَزَقَهُ اللَّهُ خَلِيلًا صَالِحًا إِنَّ نَيْسَى ذِكْرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ“ (165)

162۔ تفسیر نعیمی، ج 16، ص 108، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور

163۔ ایضاً: ج 16، ص 112

164۔ کشف المحجوب (مترجم) ص 439، اکبر بک سیلرز، اردو بازار لاہور

165۔ سنن ابی داؤد، ج 2، ص 51، کتاب الخراج، دار ابن حزم، بيروت

یعنی، ”اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے اچھے دوست عطا کر دیتا ہے، اگر یہ بھول جائے تو وہ یاد دلاتا ہے، اور اگر اسے یاد ہو تو اس کی مدد کرتا ہے۔“

لیکن کسی کو اپنا دینی دوست بنانے سے قبل اس کے دینی اخلاق و آداب کے بارے میں غٹی لامکان درست معلومات ضرور حاصل کر لیں، کیونکہ جس طرح اچھا دینی دوست دنیا و آخرت کے معاملات میں فلاح و کامیابی کے حصول کے سلسلے میں معاون ثابت ہوتا ہے، اسی طرح غلط انتخاب اور ناقص معلومات کی بناء پر بُرے دوست کی ہمنشینی آپ کو دنیا و آخرت کے خسارے میں گرفتار کر داسکتی ہے۔

اسی بناء پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”الْكَمْرَةُ عَلَى دِينٍ أَخِيهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَن يُخَالِلُ“ (166)

ترجمہ: ”انسان اپنے بھائی (دوست) کے طریقے پر ہوتا ہے، تو اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیاروں کے نمازوں میں خشوع و خضوع کے صدقے ہماری نمازوں میں خشوع و خضوع عطا فرمائے۔ آمین

توجہ فرمائیے

ادارے کی ہدیہ شائع شدہ کتب

کہی ان کہی زکوٰۃ کی اہمیت عصمت نبوی ﷺ کا بیان

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان

عید الاضحیٰ کے فضائل اور مسائل مسائل خزانہ العرفان

امام احمد رضا قادری رضوی، حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

میلا دابن کثیر، عورتوں کے ایام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم

تخلیق پاکستان میں علماء اہلسنت کا کردار

ان کتب خانوں پر دستیاب ہیں

مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

مکتبہ غوشیہ ہوسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، مہمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی

رابطے کے لئے: 021-2439799